صدر الشریعہ بدر الطریقہ حضرت علامہ الحاج ابو العلاء
مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ (مصنف بہار شریعت)
کی سوانح حیات کا حسین مرقع

تذکرہ صدر الشریعہ

تصنیف

شیخ العلماء حضرت علامہ الحاج غلام جیلانی صاحب قبلہ اعظمی برکاتی
علیہ الرحمۃ والرضوان

ترتیب

احمد رضا جیلانی مصباحی (بی۔اے)
استاذ مدرسہ عربیہ فیض العلوم، محمد آباد گوہنہ، مئو

ناشر
جیلانی بک پبلشر گھوسی شریف ضلع مئو

حضرت مولانا محمد شاد ابا لجوں

صدر الشریعہ بدر الطریقہ حضرت علامہ الحاج ابو العلاء
مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ (مصنف بہار شریعت)

کی سوانح حیات کا حسین مرقع

تذکرۂ صدر الشریعہ

تصنیف

شیخ العلماء حضرت علامہ الحاج غلام جیلانی صاحب قبلہ اعظمی برکاتی
(علیہ الرحمۃ والرضوان)

ترتیب

احمد رضا جیلانی مصباحی (بی، اے)
استاذ مدرسہ عربیہ فیض العلوم محمد آباد گوہنہ، مئو

ناشر

جیلانی بک پبلشر گھوسی شریف ضلع مئو (فون: ۲۲۳۴۷۲)

نام کتاب : تذکرۂ صدرالشریعہ
تصنیف : شیخ العلماء حضرت علامہ غلام جیلانی صاحب اعظمی برکاتی علیہ الرحمہ
ترتیب : احمد رضا جیلانی، مصباحی
تاثرات : محدث کبیر، ممتاز الفقہاء حضرت علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری مدظلہ النورانی
نظر ثانی : حضرت علامہ الحاج فروغ احمد صاحب اعظمی مصباحی
کمپوزنگ : یزدانی کمپیوٹر سینٹر متصل مدرسہ شمس العلوم گھوسی (فون: ۲۲۳۷۴۴۰)
زیر اہتمام : شیخ العلماء اکیڈمی، گھوسی شریف، مئو (فون: ۲۲۳۴۷۲)
ناشر : جیلانی بک پبلشر گھوسی شریف مئو
صفحات : ۷۶
سنہ طباعت: ۱۴۲۶ھ / ۲۰۰۵ء

ملنے کے پتے

(۱) مولانا احمد رضا جیلانی مصباحی مدرسہ عربیہ فیض العلوم محلہ رسولپور محمد آباد گوہنہ، ضلع مئو

(۲) مولانا معین اختر جیلانی دارالعلوم فیض الرسول براؤں شریف، سدھارتھ نگر

(۳) انوار بک ڈپو متصل شمس العلوم گھوسی، ضلع مئو

(۴) المجمع الاسلامی ملت نگر مبارکپور، اعظم گڈھ

(۵) اسلامک پبلشر سروتے والی گلی، مٹیا محل دہلی

نذرانۂ عقیدت

میں اپنی اس ترتیب واشاعت کی خدمت کو
استاذ گرامی سلطان الاساتذہ، محدث کبیر، ممتاز الفقہاء
حضرت علامہ **ضیاء المصطفیٰ** صاحب قادری دامت
برکاتہم العالیہ کی خدمت میں بطور نذر پیش کرنے کی سعادت
حاصل کر رہا ہوں۔

گر قبول افتد زہے عز وشرف

نیاز مند

احمد رضا جیلانی مصباحی

فہرست مضامین

عرض مرتب

احباب کا اصرار تھا کہ اپنے جد مکرم حضور شیخ العلما علیہ الرحمہ کے مضامین جو مختلف علوم وفنون پر مشتمل ہیں جن میں سے بہت سے مضامین حوادث روزگار کی نذر ہو چکے ہیں، مگر اب بھی جو باقی رہ گئے ہیں انہیں شائع کردیں تو ایک عظیم علمی سرمایہ ہوگا۔

حیات حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ کے تعلق سے آپ کی تحریریں مستند ماخذ کی حیثیت رکھتی ہیں۔ آپ کے دو مضامین ماہنامہ فیض الرسول مارچ ۱۹۶۶ء اور جنوری وفروری ۱۹۶۷ء میں شائع ہوئے تھے اس کے علاوہ قلمی مضمون کے کچھ منقولہ حصے دستیاب ہوئے اور شہزادہ شیخ العلما حضرت مولانا غلام ربانی فائق القادری علیہ الرحمہ کا ایک غیر مطبوعہ مضمون ''فقیہ اعظم صدر الشریعہ کا سراپا'' مل گیا۔ میں نے سوچا کہ اگر یہ منتشر اوراق یکجا مرتب کر کے کتابی شکل میں شائع کردیا جائے تو حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ کی سیرت طیبہ پر کام کرنے والوں کے لیے ایک مستند دستاویز تک بآسانی رسائی ہوجائے گی۔

لہذا میں نے مذکورہ مضامین کو از سر نو ترتیب دیا اور حضور صدر الشریعہ کا ایک اجمالی تعارف مرتب کر کے شامل کیا۔

میری گذارش پر رفیق گرامی حضرت مولانا شکیل احمد مصباحی برکاتی نے مصنف کتاب حضرت شیخ العلما کی حیات پر ''حالات مصنف'' کے نام سے ایک مضمون قلمبند کر کے عنایت فرمایا۔ ترتیب کے بعد حضرت مولانا فروغ احمد اعظمی مصباحی صدر المدرسین دار العلوم علیمیہ جمدا شاہی سے اس پر نظر ثانی کرنے کی

درخواست کی آپ نے عدیم الفرصتی کے باوجود بڑی محبت سے مکمل کتاب کی نظر ثانی وتصحیح فرمائی۔ اور آپ ہی کے مشورہ سے اس کتاب کا نام ''تذکرہ صدر الشریعہ'' رکھا گیا۔ میں ان کرم فرماؤں کا تہہ دل سے مشکور ہوں۔

آخر میں اس کتاب پر مقدمہ تحریر کرنے کے لیے ممتاز الفقہاء محدث کبیر حضرت علامہ مفتی ضیاء المصطفیٰ صاحب قبلہ قادری مدظلہ العالی کی بارگاہ میں پیش کیا۔ بے انتہا مصروفیات کے باوجود آپ نے میرا عریضہ قبول فرمایا اور اپنا قیمتی وقت صرف فرما کر ایک وقیع اور شاندار مقدمہ رقم فرمایا اور بعض جگہوں کی تصحیح بھی فرمائی۔

حضور صدر الشریعہ کے یہ پاکیزہ نقوش حیات قارئین کے سامنے پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں امید کہ ناظرین کرام اس کو مشعلِ راہ بنا کر اپنی زندگیاں سنواریں گے۔

دعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ حضور صدر الشریعہ کا فیضان جاری وساری رکھے۔ اور جانشین حضور صدر الشریعہ محدث کبیر مدظلہ العالی کا سایہ تادیر قائم رکھے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

خاکپائے اولیاء

احمد رضا جیلانی

خادم التدریس دار العلوم اہل سنت مدرسہ عربیہ فیض العلوم

محمد آباد گوہنہ ضلع مئو

تاثرات

از: محدث کبیر ممتاز الفقہاء حضرت علامہ ضیاء المصطفیٰ صاحب قبلہ مدظلہ النورانی
بانی و مہتمم جامعہ امجدیہ رضویہ وکلیۃ البنات الامجدیہ، گھوسی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لاھلہ والصلوٰۃ علیٰ رسولہ وعلیٰ صحبہ وآلہ

اس وقت میرے پیش نظر حضور شیخ العلماء حضرت العلام مولانا غلام جیلانی صاحب علیہ الرحمۃ والرضوان کے چند وہ مضامین ہیں جو آپ نے حضور صدرالشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان کی حیات وخدمات اور تبحر علمی وزہد وتقویٰ اور آپ کے اخلاق حمیدہ سے متعلق قلمبند فرمائے تھے۔ حیات صدرالشریعہ پر آپ کا ایک طویل مضمون عزیزم مولوی علاء المصطفیٰ سلمہ کے نام برائے طباعت آیا تھا جسے ماہنامہ اشرفیہ کے صدرالشریعہ نمبر کی ترتیب دینے کے لیے ایڈیٹر صاحب لے گئے لیکن نہ معلوم کیسے ان کے پاس سے ضائع ہو گیا۔

عزیز گرامی مولانا احمد رضا سلمہ اللہ تعالیٰ کا اصرار ہے کہ میں اپنے تأثرات قلمبند کروں۔ میں نے دو صفحات پر مشتمل دوران سفر ایک تأثر قلمبند کیا لیکن نہ معلوم وہ صفحات کہاں نذر سفر ہو گئے۔ پھر دوبارہ لکھنے کی جسارت کر رہا ہوں۔

حضرت صدرالشریعہ علیہ الرحمہ سے مجھے بھی اردو، فارسی اور عربی کی چند

ابتدائی کتابیں پڑھنے کا شرف حاصل ہے۔ آپ کی ہیبت حق کی شان یہ تھی کہ بڑے بڑے علماء آپ سے گفتگو کرتے ہوئے لرزتے تھے ذہن میں سجائی ہوئی باتیں بھی کما حقہ ادا کرنے مین سخت دشواری محسوس کرتے۔ ہم لوگ اسباق کے بھولے ہوئے حصوں کو بھی حضرت صدرالشریعہ سے دریافت کرنے کی ہمت نہ کرپاتے تو اماں جی مرحومہ کا سہارا لیتے تھے کبھی وہ خود بتا دیتی تھیں اور کبھی ان سے دریافت کر کے ہمیں یاد کراتی تھیں۔

حضور صدرالشریعہ اصول کے سخت پابند تھے ایک بار ایک جید عالم دین نے کچھ سوالات پیش کیے تو ہمارے برادر بزرگ علامہ عبدالمصطفیٰ ازہری علیہ الرحمہ نے ان کے سوالات کی قدرے توضیح وتشریح شروع کردی۔ آپ سخت برہم ہوئے فرمایا کہ سائل عالم دین ہے وہ اپنا مقصد بتانے پر خود قادر ہے تو تمہیں توضیح وتشریح کی کیا حاجت؟

حضرت صدرالشریعہ کم سخن نپے تلے جملے بولنے کی عادی تھے جو بات ارشاد فرماتے بہت ہی باوزن قابل قبول ہوتی۔ ساتھ ہی آپ دوسروں سے بھی مختصر باتیں سننے کے عادی تھے۔ دوران گفتگو جملوں کی تکرار مترادف الفاظ کی بھرمار آپ کو سخت ناپسند ہوتی۔ دراصل وقت کی قدر کرتے اور انہیں علمی کاموں میں صرف کرنے کے لیے ان باتوں کی رعایت برتنا ضروری سمجھتے تھے۔

حضور صدرالشریعہ کے پاس بے فائدہ کاموں اور غیر ضروری تفریحات کے لیے وقت نہ تھا، وہ جب کبھی محفل احباب میں بھی ہوتے تو علمی نکات اور معلومات انگیز باتوں ہی میں مصروف رہتے۔ آپ طبعی طور پر مزاح سنج نہ تھے لیکن کبھی کبھی ضروری ہوتا تو سنجیدگی کے ساتھ کوئی مزاحیہ جملہ ارشاد فرما دیتے۔

ایک بار آپ اوائل محرم میں کسی ضرورت سے بریلی شریف پہونچے ۔ انٹرنیشنل ماموں جان حضرت مولانا امجد رضا خاں صاحب نوری علیہ الرحمہ سے ملاقات ہوتے ہی ایک مزاحیہ جملہ کسا ''اچھا! صدر الشریعہ بریلی تشریف لائے ہیں مدُّو خاں کا تخت (تعزیہ) دیکھنے'' ۔ مولانا امجد رضا خاں صاحب بہت ہی طویل القامت بزرگ تھے اسی مناسبت سے حضرت صدر الشریعہ نے بذلہ سنجی فرمائی ''جی نہیں! میں تو علم نشان دیکھنے آیا ہوں'' ۔

حضرت صدر الشریعہ آداب وسنن اور احکام شرع کے سختی سے پابند تھے سخت ترین بیماری میں بھی نماز باجماعت فوت نہ ہونے دیتے ہاں! مسجد جانے کی استطاعت نہ ہوتی تو اپنی قیام گاہ پر ہی نماز ادا کر لیتے ۔ ایک مرتبہ عرق النساء کے شدید درد کی وجہ سے کھڑے ہونے سے معذور ہو گئے تو اس دوران لاٹھی کے سہارے قیام ورکوع اور ارکان ادا فرمایا لیا کرتے مگر قیام ترک نہ فرمایا آخری حج میں بمبئی پہونچنے سے پہلے ہی آپ پر بار بار غشی طاری ہو جاتی جب ہوش آتا تو پہلا سوال نماز کے وقت کے بارے میں ہی کرتے تھے ۔ اوراد و وظائف، تلاوت قرآن حکیم وشجرہ رضوی ومعمولات میں ناغہ نہ ہونے دیتے ۔ ان سب شغل واذکار کی مصروفیات کے باوجود درس وتدریس میں اوقات کی پابندی فرماتے بخار یا کسی اور مرض میں بھی تمام اسباق کا درس دیتے اور فرماتے تھے کہ ناغہ سے درس وتدریس کی برکتیں اٹھ جاتی ہیں ۔ درس کی تقریر بہت ہی شستہ مختصر اور جامع ہوا کرتی تھی کتاب کے مضمون پر وارد ہونے والے اعتراضات درسی تقریر سے ہی حل ہو جاتے تھے ۔ بیک وقت طلبہ ومدرسین اور دیگر علمائے معتمدین آپ کے برکات درس کے قائل تھے ۔ مشکل سے مشکل فن پر آپ کو عبور حاصل تھا اور فی البدیہہ اس فن کے کسی بھی مبحث کا حل فرمادیتے ۔ اخیر دور میں جب گلاکومہ کی

وجہ سے بصارت جاتی رہی تھی تب بھی میں نے آپ کو دیکھا کہ طلبہ عبارت خوانی سے فارغ ہوتے اور آپ آنکھ بند کر کے اس پر بہت جامع تقریر فرمادیتے ۔ علم ہیئت اور ہندسہ کا بھی اسی طرح درس دیتے اور طلبہ کو دوائر واقواس نیز زوایا وغیرہ کی تفہیم بہت باقاعدہ کرادیتے ۔

حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ کو قدیم درس نظامیہ پر کامل دسترس حاصل تھی علم الاخلاق وتصوف اور فن طب کے تمام شعبوں میں آپ کو مہارت تھی ۔

علم حدیث اور فقہ واصول فقہ، معقولات پر آپ کو ید طولیٰ حاصل تھا ۔ اسی بنا پر اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز نے آپ کو منصب قضا کی ولایت عامہ عطا فرمائی ۔

درس وتدریس فتویٰ نویسی اور معمولات واذکار کے بعد آپ کو کہاں اتنا موقع ملتا کہ آپ تمام ابواب فقہ کے مسائل منقحہ مصححہ اقوال راجحہ مفتی بہا کو جمع فرماتے مگر آپ کام کی مشین تھے ۔ اس لیے آپ نے کتاب مستطاب بہار شریعت کی تدوین فقہی ترتیب پر اس انداز میں کہ اس دور میں ہندوپاک کا ہر مفتی اس کتاب کا محتاج ہے ۔

رب قدیر علمائے اہل سنت کی طرف سے انہیں جزائے خیر عطا فرمائے ۔

حضرت شیخ العلماء علامہ غلام جیلانی صاحب علیہ الرحمہ حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ کے بھتیجے بھی تھے اور خاص شاگرد بھی ۔ آپ کے والد ماجد حضرت مولانا محمد صدیق صاحب رحمۃ اللہ علیہ صدر الشریعہ کے چچازاد بھائی تھے عمر میں صدر الشریعہ سے بڑے حضرت صدر الشریعہ نے ابتدائی کتابوں کا درس حضرت مولانا محمد صدیق صاحب سے بھی لیا تھا ۔ آپ حضرت مولانا ہدایت اللہ خانصاحب رامپور رحمۃ اللہ علیہ کے خاص شاگردوں میں تھے اور مدرسہ مصباح العلوم مبارکپور آپ ہی نے قائم کیا تھا آپ کے دور میں طلبہ اگرچہ کم تھے

مگر تعلیم بہت بلند تھی آپ کے وصال کے بعد مدرسہ اتھل پتھل ہوگیا۔ جس کی نشأۃ ثانیہ استاذ گرامی منزلت استاذ العلماء حافظ ملت نے فرمائی اور اسے اتنی ترقی دی کہ پچاس ایکڑ زمین پر علم و عرفان کا ایک شہر آباد ہوگیا جسے الجامعۃ الاشرفیہ نامی یونیورسٹی کہا جاتا ہے۔

شیخ العلماء علیہ الرحمہ ہمارے محلّہ سے ایک کلومیٹر دور محلّہ مداپور چھاؤنی میں رہتے۔ صدرالشریعہ علیہ الرحمہ جب مکان پر ہوتے آپ ان سے ملاقات کے لیے روزانہ پیدل چلے آتے موسم کی سختی و نرمی کی پروا بھی نہ کرتے۔ اسی طرح کسی عزیز یا کسی متعلق کی علالت کی خبر پاتے تو عیادت کے لیے ضرور پہونچتے۔ عموماً آپ نماز جنازہ کی شرکت اور تعزیت کا بھی التزام رکھتے۔ ضعف و ناتوانی یا علالت کے باوجود بھی آپ اپنے ان معمولات میں فرق نہ آنے دیتے۔

حضرت شیخ العلماء سے دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور میں میں نے بھی چند کتابیں پڑھی ہیں آپ کا علم مستحضر تھا اور آپ کی تفہیم بھی شاندار تھی، درس و تدریس میں آپ کو کمال حاصل تھا، مشکل ترین مسائل بہت خوش اسلوبی سے طبہ کو ذہن نشین کرادیتے۔ منطق کی ابتدائی کتاب کبریٰ پڑھتے وقت مشترک اور تمام مشترک کا فرق مجھے سمجھ میں نہیں آتا تھا آپ نے منٹوں میں ایسا ذہن نشین کرادیا کہ اب تک وہ محفوظ ہے۔ عربی ادب میں آپ کو مہارت تامہ حاصل تھی اس زبان میں آپ برجستہ اشعار بھی کہتے۔ مدرسہ شمس العلوم گھوسی کے سنگ بنیاد کے موقع پر آپ نے ایک عربی نظم لکھی تھی جس کا ایک بند اب تک ذہن میں محفوظ ہے۔

شمس العلوم قد طلعت فی دیارنا
ارزق بہا الہدایۃ والرشد والحکم

اسی طرح آپ اپنے صاحبزادہ گرامی قدر مولانا غلام ربانی کی برات لے کر قادری منزل چلے تو راستہ میں آپ ہی کی نظم پڑھی جا رہی تھی۔

اتیناکم اتیناکم فحیّانا وحیاکم
وتلنا جودکم صدر الشرع مولانا ومولاکم

موڈ میں ہوتے تو بہت ہی خوش مزاج نظر آتے، عوام میں احترام کی نظر سے دیکھے جاتے، راستہ چلتے ہر خورد و کلاں سے سلام میں پہل کرتے۔

جلسوں کی تقریریں بھی عالمانہ ہوتیں مگر انداز بیان بہت ہی سہل دلنشیں ہوتا۔ اخیر عمر میں آپ پر تصوف غالب آگیا تھا۔ اوراد و اشغال میں زیادہ مشغول رہتے۔ اکثر رقت بھی طاری رہتی۔

عمر کے آخری دور میں آپ سخت صاحب فراش ہوگئے پھر بھی فرائض و سنن کی پابندی رکھتے بلکہ اپنے اوراد و معمولات کو حتی المقدور انجام دیتے۔ بحمدہ تعالیٰ ان کی نماز جنازہ میں شرکت و امامت کا شرف اس فقیر بے بضاعت کو نصیب ہوا۔ مزار حضرت صدرالشریعہ علیہ الرحمہ کا جوار آپ کی آخری آرامگاہ ہے رب قدیر و کریم آپ کی قبر منیف پر باران رحمت و رضوان فرماتا رہے۔

شیخ العلماء کے مضامین جو پیش نظر ہیں ان سے حضرت صدرالشریعہ کے تبحر علمی، زہد و تقویٰ، اخلاق حمیدہ اور خورد نوازی نیز دینی مصروفیات کی بہت کچھ عکاسی ہوتی ہے۔ بار بار پڑھنے کے بعد مزید معلومات میں اضافہ ہوتا ہے۔

رب قدیر مولانا احمد رضا سلمہ کی سعی اشاعت کو قبول فرمائے۔

مولانا احمد رضا نبیرۂ حضرت شیخ العلماء ہیں آپ کا شمار مدرسہ فیض العلوم

محمد آباد کے درجات عالیہ کے مقبول اساتذہ میں ہوتا ہے۔ سادگی پسند، کم سخن اور خوش اخلاق عالم ہیں۔ ان کو دینی کتب ومضامین کی اشاعت سے بھی دلچسپی ہے۔ مولیٰ تعالیٰ ان کی عمر واعزاز اور جذبۂ خدمت دین میں برکت دے۔ واللہ الموفق وهو المستعان والصلوٰة والسلام علیٰ سید المرسلین وآله وصحبه اجمعین۔

فقیر ضیاء المصطفیٰ قادری غفرلہ

۱۴؍ جمادی الآخر ۱۴۲۶ھ

حالات مصنف

از: حضرت مولانا ڈاکٹر شکیل احمد اعظمی مصباحی
صدر المدرسین جامعہ حنفیہ شہر بستی

☆☆☆

مشرقی اتر پردیش کا علمی اور ادبی ضلع، اعظم گڈھ (حال ضلع مئو) میں قصبہ گھوسی نہایت مردم خیز، علم پرور اور روشن وتابناک خطہ ہے اس کی کوکھ سے بڑے بڑے علماء شعراء مشائخ اور دانشور پیدا ہوئے۔

شیخ العلماء امام الادب حضرت علامہ الحاج غلام جیلانی صاحب قبلہ اعظمی علیہ الرحمۃ والرضوان اسی سرزمین کے ایک علمی گھرانے میں ۱۳۲۰ھ مطابق ۱۹۰۲ء میں پیدا ہوئے آپ کے والد گرامی حضرت مولانا محمد صدیق صاحب علیہ الرحمہ ایک جید عالم دین تھے جو مولانا ہدایت اللہ صاحب رام پوری کے تلمیذ رشید تھے۔

شیخ العلماء ابتدائی تعلیم کے بعد ۱۳۳۹ھ میں حضرت صدرالشریعہ علیہ الرحمہ کے ہمراہ بریلی شریف پہونچے بریلی شریف میں اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت امام احمد رضا قادری بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے دیدار پرانوار سے مشرف ہوئے پھر دار العلوم منظر اسلام میں متوسطات تک پڑھا۔ ۱۳۴۳ھ میں حضور صدرالشریعہ کے ساتھ دار العلوم معینیہ اجمیر شریف چلے آئے پھر دوسرے سال

بدرسہ نظامیہ فرنگی محل لکھنؤ تشریف لائے آخر میں دارالعلوم منظر اسلام بریلی سے دورۂ حدیث کیا اور ۱۳۴۵ھ میں سند فراغت حاصل کی۔

آپ کے ممتاز اساتذہ میں حضرت صدرالشریعہ مولانا امجد علی اعظمی حجۃ الاسلام حضرت مولانا حامد رضا خاں بریلوی، حضرت مولانا عبدالباری فرنگی محلی، حضرت مولانا رحم الٰہی منگلوری ہیں جن کے چشمۂ علم وعرفان سے آپ سرشار ہوئے۔

فراغت کے بعد مدرسہ محمدیہ امروہہ، دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور، مدرسہ مظہر اسلام بریلی شریف مدرسہ احسن المدارس (قدیم) کانپور، مدرسہ برکاتیہ خانقاہ مارہرہ شریف اور دارالعلوم فیض الرسول براؤں شریف میں شیخ الحدیث، صدرالصدور اور شیخ الادب کے منصب پر فائز رہ کر علم وفضل اور فکر وبصیرت کے گوہر لٹاتے رہے۔

تدریس، تحریر، اور تقریر تینوں سے آپ وابستہ تھے مگر تدریس سے غایت درجہ لگاؤ تھا۔ عربی ادب میں خاص ملکہ تھا اور ساتھ ہی ساتھ اردو کے بھی شاندار انشاء پرداز تھے اور آپ اپنے معاصرین میں بسیار نویس تھے گاہے گاہے تقریر و موعظت بھی فرمایا کرتے تھے۔

۶ ربیع الاول ۱۳۹۷ھ مطابق ۲۵ فروری ۱۹۷۷ء بروز جمعہ اپنے وطن مالوف گھوسی میں یہ آفتاب علم وحکمت ہمیشہ کے لیے غروب ہوگیا۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون"۔

آپ علم وفضل اور کردار وعمل میں اسلاف اور بزرگوں کا بہترین نمونہ تھے آپ علم کے آبشار، فن کی آبرو اور عابد شب زندہ دار تھے۔ سادگی، تقویٰ، مروّت، شرافت، خدمت خلق اور رشد وہدایت امر بالمعروف اور نہی عن المنکر آپ کا اوڑھنا اور بچھونا تھا۔

صدرالشریعہ اور شیخ العلما

حضرت صدرالشریعہ علامہ امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ والرضوان کے خوانِ علم وفن کے خوشہ چیں اور بارگاہ فضل وکمال سے فیضیاب شخصیات کی کمی نہیں مگر ان میں شیخ العلماء علامہ غلام جیلانی اعظمی علیہ الرحمہ کچھ منفرد حیثیت رکھتے ہیں۔

شیخ العلما ابتدا ہی سے صدرالشریعہ کے دامن علم وفضل سے وابستہ ہوگئے اور تلامذۂ صدرالشریعہ میں سب سے زیادہ آپ بارگاہِ امجدی سے فیضیاب ہوئے، چنانچہ مفکر اسلام علامہ بدرالقادری صاحب مصباحی (ہالینڈ) اپنے ایک خطاب میں بیان فرماتے ہیں "خُم خانۂ امجد سے سب سے زیادہ سرشار شیخ العلماء حضرت علامہ غلام جیلانی صاحب اعظمی رحمۃ اللہ علیہ تھے"

حضرت شیخ العلماء کا سلسلۂ نسب چوتھی پشت میں حضرت صدرالشریعہ سے جاملتا ہے رشتہ میں آپ برادر زادہ ہوتے تھے بڑی عقیدت اور فرط محبت سے "استاذ محترم" کے ساتھ "عم مکرم" بھی لکھا کرتے تھے۔

استاذ وشاگرد اور مرشد ومسترشد کی والہانہ عقیدت ومحبت کا ذکر کرتے ہوئے حضرت علامہ عبدالمبین صاحب نعمانی مصباحی رقم طراز ہیں:

"حضرت صدرالشریعہ علیہ الرحمہ سے آپ کو جو والہانہ عقیدت تھی اس کا اندازہ ان خطوط سے لگایا جاسکتا ہے جو آپ نے حضرت صدرالشریعہ کے نام لکھے ہیں جن کی زیارت کا راقم السطور کو قادری منزل گھوسی میں اتفاق ہو چکا ہے"۔

(ماہنامہ فیض الرسول کا شیخ العلماء نمبر ص ۶۸)

حضرت شیخ العلما حضور صدرالشریعہ کے دور اول کی اہم ترین علمی

اور روحانی یادگار تھے ان کے متقدمین تلامذہ میں ممتاز درجہ کے حامل تھے آپ کو حضور صدر الشریعہ سے سند حدیث بھی حاصل ہے آپ اپنے ایک مراسلہ میں لکھتے ہیں۔

استاذنا المحترم زید مجدہم السلام علیکم!

میں بفضلہٖ تعالیٰ بخیر ہوں آنجناب کی صحتوری کا متدعی ہوں ضروری گذارش یہ ہے کہ میرے لیے ایک سند حدیث خود تحریر فرما کر بھیج دیجئے انشاء اللہ جل وعلیٰ آٹھ طلبہ اس سال فارغ التحصیل ہوں گے رجب کے مہینہ میں جلسۂ دستار بندی ہوگا مہتمم صاحب کی رائے ہے کہ سند ابھی سے طبع کرائی جائے اگر اسناد مرفوع تحریر فرما دیجئے تو بہتر ہوگا ورنہ اوپر کسی مشہور و معروف محدث تک اس کی انتہا ضرور ہو"۔

غلام جیلانی اعظمی مدرس احسن المدارس کانپور ۱۱ ربیع الثانی ۵۷ھ

شاگرد استاذ کی نظر میں

شیخ العلماء بڑے ذہین صاحب فکر و شعور اور بے انتہا زیرک و دانشور تھے اور وہ صدر الشریعہ کے برادر زادہ اور استاذ زادہ بھی تھے اس لیے صدر الشریعہ آپ کو دل سے چاہتے اور قلب سے مانتے تھے تعلیم و تربیت سے لے کر درس و تدریس تک آپ شیخ العلماء کی رہنمائی اور سرپرستی فرماتے رہے ان کے روشن مستقبل کے لیے فکر مند رہتے تھے یہ صدر الشریعہ کا علمی اور باطنی فیض تھا کہ انہوں نے مولانا غلام جیلانی اعظمی کو شیخ العلماء، صدر الصدور، امام الادب اور استاذ الاساتذہ بنا دیا۔

شیخ العلما کی پاکیزہ طبیعت، تقویٰ و طہارت اور زہد و شرافت نے

صدر الشریعہ کے دل میں وہ مقام بنا لیا تھا کہ صدر الشریعہ جمعہ میں آپ ہی سے تقریر کراتے۔ عیدین، جمعہ اور دیگر اوقات کی نمازوں میں امامت کے منصب پر آپ ہی کو فائز کرتے۔ رئیس الاساتذہ حضرت علامہ قمر الدین صاحب قمر اشرفی بیان فرماتے ہیں کہ

"رمضان شریف کے مہینہ میں جب حضرت صدر الشریعہ اور شیخ العلما جمع ہو جاتے اور نماز کا وقت آجاتا تو حضرت صدر الشریعہ شیخ العلما ہی کو امامت کے لیے آگے بڑھاتے جب کہ اور بھی حضرت صدر الشریعہ کے تلامذہ و فیض یافتہ موجود ہوتے بہت کم ایسا دیکھا گیا کہ حضرت شیخ العلما کی موجودگی میں حضرت صدر الشریعہ نے امامت فرمائی ہو"۔ (شیخ العلما نمبر ص ۷۳)

اس سلسلہ میں خود حضرت شیخ العلما رحمۃ اللہ علیہ کی ایک تحریر موجود ہے آپ رقم فرماتے ہیں۔

"حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ حیاتِ ظاہری میں مخدومی حضرت علامہ اجل مولانا عبد المصطفیٰ ازہری سلمہ شیخ الحدیث دار العلوم امجدیہ کراچی کی موجودگی میں بھی عیدین اور جمعہ کی نمازوں کی امامت کے لیے مجھی کو آگے بڑھاتے تھے"۔ (ماہنامہ فیض الرسول ص ۴۳ شمارہ جنوری، فروری ۱۹۶۷ء)

شیخ العلماء نے صدر الشریعہ کا سفر حضر دیکھا خلوت اور جلوت میں ساتھ رہے ان کی ہر عادت کریمہ اور فطرت سلیمہ سے واقف تھے ان کے مزاج شناس اور ان کی طبیعت کے نشیب و فراز اور مزاج کے زیر و بم سے آگاہ تھے اس لیے شیخ العلما نے صدر الشریعہ کی سیرت و حیات پر جو کچھ لکھ دیا اس سے زیادہ مستند، ثقہ، معتبر اور مضبوط تحریر امجد شناسی میں مشکل ہے۔

تذکرۂ صدرالشریعہ

حضرت شیخ العلماء نے اپنے دو تلامذہ (۱) مفکر ملت حضرت علامہ محمد حنیف صاحب قادری علیہ الرحمہ سابق صدرالمدرسین دارالعلوم تنویر الاسلام امرڈوبھا بستی (۲) ادیب شہیر حضرت علامہ نسیم بستوی صاحب علیہ الرحمہ سابق ایڈیٹر ماہنامہ فیض الرسول براؤں شریف کی استدعا اور گذارش پر حضرت صدرالشریعہ کے اخلاق وعادات پر دو مضمون قلم بند فرمائے۔ پہلا مضمون صدرالشریعہ کے عنوان سے جو مارچ ۱۹۶۶ء میں ماہنامہ فیض الرسول میں شائع ہوا اور دوسرا حالات صدرالشریعہ کے نام سے جو جنوری رفروری ۱۹۶۷ء میں مذکورہ ماہنامہ میں اشاعت پذیر ہوا۔ ان کے علاوہ ایک قلمی مضمون کے کچھ حصے دستیاب ہوئے۔ حضرت شیخ العلماء نے ۱۳۹۷ھ میں اپنی حیات مبارکہ کے آخری حصہ میں حضرت صدرالشریعہ کی حیات اور کارنامے پر مشتمل ایک طویل اور بسیط مضمون لکھ کر کے حضرت مولانا عبدالرشید صاحب اعظمی گھوسوی نائب شیخ الحدیث مدرسہ سراج العلوم جگدیش پور سلطان پور کے ذریعہ رجسٹرڈ پوسٹ سے قادری منزل گھوسی ارسال کرایا مگر افسوس وہ مضمون ضائع ہوگیا۔

نبیرۂ شیخ العلماء حضرت مولانا احمد رضا صاحب جیلانی مصباحی حضرت شیخ العلماء کے مذکورہ مضامین۔ شہزادہ شیخ العلماء حضرت علامہ غلام ربانی صاحب اعظمی علیہ الرحمہ کا غیر مطبوعہ مضمون ''صدرالشریعہ کا سراپا'' اور صدرالشریعہ کا اجمالی تعارف مرتب کرکے'' تذکرۂ صدرالشریعہ'' کے نام سے کتابی شکل میں شائع کررہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی کوششوں کو قبول فرمائے۔ (آمین)

یہ ایک درویش کے قلم سے ایک ولی کی داستانِ حیات کے جواہر پارے ہیں جو اہل دل کے لیے مشعل راہ اور سامانِ عبرت ہیں اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں کو اس سے منور ومجلی فرمائے۔ (آمین)

شکیل احمد اعظمی مصباحی

صدرالمدرسین جامعہ حنفیہ رحمت گنج شہر بستی

یکم رمضان المبارک ۱۴۲۴ھ

مطابق ۲۸ر اکتوبر ۲۰۰۳ء

حیات صدر الشریعہ ایک اجمالی تعارف

از: احمد رضا جیلانی مصباحی (بی، اے)
استاذ مدرسہ عربیہ فیض العلوم محمد آباد گوہنہ، مئو

☆☆☆

اسم گرامی	:	محمد امجد علی
مولد و مسکن	:	گھوسی شریف
القاب	:	صدر الشریعہ، بدر الطریقہ، فقیہ اعظم، صدر صاحب
والد گرامی	:	مولانا حکیم جمال الدین، ولد مولانا خدا بخش
مورث اعلیٰ	:	مولانا خیر الدین
سنۂ ولادت	:	۱۲۹۶ھ/۱۸۷۸ء
سنۂ وفات	:	۱۳۶۷ھ/۱۹۴۸ء
عمر شریف	:	۷۱ سال

آپ کے اہل و عیال:

آپ نے یکے بعد دیگرے چار شادیاں فرمائیں۔ پہلی شادی محترمہ کریمہ خاتون صاحبہ سے ہوئی، جن کے بطن سے پانچ اولاد پیدا ہوئی۔ (۱) حکیم شمس الہدیٰ مرحوم (۲) زبیدہ خاتون مرحومہ (۳) مولانا محمد یحییٰ مرحوم

(۴) مولانا عبد المصطفیٰ ازہری مرحوم (۵) مولانا عطاء المصطفیٰ مرحوم۔ آپ کی دوسری شادی محترمہ صفی النساء صاحبہ سے ہوئی جن کے بطن سے صرف ایک لڑکی رئیسہ خاتون مرحومہ پیدا ہوئی۔ آپ کی تیسری شادی محترمہ رابعہ خاتون صاحبہ سے ہوئی جن سے مولانا حافظ قاری رضاء المصطفیٰ صاحب پیدا ہوئے اور چوتھی شادی مسماۃ ہاجرہ خاتون سے ہوئی، ان کے بطن سے سات اولاد پیدا ہوئیں (۱) محترمہ سعیدہ خاتون مرحومہ (۲) محترمہ عائشہ خاتون صاحبہ (۳) محدث کبیر حضرت علامہ ضیاء المصطفیٰ صاحب (۴) محمد مرحوم (۵) مولانا ثناء المصطفیٰ صاحب مرحوم (۶) مولانا بہاء المصطفے صاحب (۷) مولانا فداء المصطفے صاحب۔

آپ کے شیخ طریقت

مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی (رضی اللہ عنہ) تقریبا اٹھارہ سال آپ شیخ کامل اعلیٰ حضرت کے فیوض و برکات سے مستفید ہوئے۔

آپ کے اساتذہ کرام

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمہ، امام المحدثین حافظ الحدیث حضرت علامہ وصی احمد صاحب سورتی علیہ الرحمہ، استاذ الاساتذہ حضرت علامہ ہدایت اللہ خاں صاحب رامپوری علیہ الرحمہ، افضل العلماء حضرت علامہ و مولانا محمد صدیق صاحب اعظمی علیہ الرحمہ، حضرت علامہ و مولانا الٰہی بخش صاحب اعظمی علیہ الرحمہ، جد امجد حضرت علامہ و مولانا خدا بخش صاحب اعظمی علیہ الرحمہ۔

آپ کی تعلیم گاہیں

مدرسہ ناصر العلوم قصبہ خاص گھوسی شریف، مدرسہ حنفیہ جونپور،

مدرسۃ الحدیث، پیلی بھیت شریف۔

آپ کی درسگاہیں

(۱) مدرسہ اہلسنت پٹنہ بعہدہ شیخ الحدیث ۱۳۲۵ھ تا ۱۳۲۶ھ ایک سال (۲) دار العلوم اہلسنت منظر اسلام بریلی شریف بعہدہ صدر المدرسین ۱۳۲۹ھ تا ۱۳۴۳ھ تیرہ سال (۳) جامعہ معینیہ عثمانیہ اجمیر شریف، بعہدہ صدر المدرسین ۱۳۴۳ھ تا ۱۳۵۱ھ آٹھ سال (۴) دار العلوم اہلسنت منظر اسلام بریلی شریف دوسری بار بعہدہ شیخ الحدیث وصدر المدرسین ۱۳۵۱ھ تا ۱۳۵۶ھ چھ سال (۵) دار العلوم اہلسنت مدرسہ حافظیہ سعیدیہ دادوں علی گڈھ بعہدہ صدر المدرسین وشیخ الحدیث ۱۳۵۶ھ تا ۱۳۶۲ھ سات سال (۶) مدرسہ مظہر العلوم بنارس، بعہدہ صدر المدرسین ۱۳۶۳ھ تا ۱۳۶۴ھ ایک سال (۷) دار العلوم اہلسنت مظہر اسلام بریلی شریف بعہدہ شیخ الحدیث ۱۳۶۴ھ کچھ عرصہ۔

آپ کے خلفائے عظام

شیخ العلماء حضرت علامہ شاہ غلام جیلانی برکاتی اعظمی علیہ الرحمہ، حافظ ملت حضرت علامہ شاہ عبد العزیز مرادآبادی علیہ الرحمہ، رئیس الاذکیاء حضرت علامہ شاہ غلام یزدانی امجدی اعظمی علیہ الرحمہ، محدث اعظم پاکستان حضرت علامہ سردار احمد رضوی گورداس پوری علیہ الرحمہ، مناظر اعظم ہند حضرت علامہ شاہ حشمت علی رضوی پیلی بھیتی علیہ الرحمہ، مفتی اعظم کانپور حضرت علامہ شاہ رفاقت حسین رضوی، بہاری علیہ الرحمہ، مصلح امت حضرت علامہ شاہ مصلح الدین امجدی حیدر آبادی علیہ الرحمہ، شارح بخاری حضرت علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی گھوسوی علیہ الرحمہ۔ سید ملت حضرت علامہ شاہ عبد الحق مبارکپوری علیہ الرحمہ، حضرت علامہ محدث محمد ثناء اللہ امجدی اعظمی علیہ الرحمہ۔ حضرت علامہ مفتی ظفر علی

صاحب نعمانی علیہ الرحمہ۔

آپ کی تصانیف

(۱) بہار شریعت (۲) فتاویٰ امجدیہ (۳) حاشیہ طحاوی شریف (۴) قامع الواہیات من جامع الجزئیات (۵) التحقیق الکامل فی حکم قنوت النوازل (۶) اتمام حجت تامہ (۷) اسلامی اخلاق وآداب (۸) اسلامی قاعدہ۔

آپ سے متعلق اہم تاریخیں

☆ دستار فضیلت مدرسۃ الحدیث پیلی بھیت سے ۱۳۲۴ھ

☆ تدریس کا آغاز مدرسہ اہلسنت، پٹنہ سے ۱۳۲۵ھ

☆ اعلیٰ حضرت سے بیعت بمقام پٹنہ ۱۳۲۸ھ

☆ تحصیل علم طب سے فراغت ۱۳۲۸ھ

☆ پہلی بار اعلیٰ حضرت کی بارگاہ میں زیارت کے لیے حاضری ۱۳۲۹ھ

☆ طب جسمانی سے طب روحانی کی طرف مراجعت بارگاہ حضرت محدث سورتی واعلیٰ حضرت علیہما الرحمہ ۱۳۲۹ھ

☆ اعلیٰ حضرت کی بارگاہ میں ترجمہ قرآن کنز الایمان کے لیے پر اصرار درخواست وآغاز ۱۳۳۰ھ/۱۹۱۱ء

☆ والد ماجد جناب مولانا جمال الدین کا بعارضہ طاعون وصال ۱۳۳۰ھ

☆ اعلیٰ حضرت نے آپ کو بموقعۂ عرس سیدنا آل رسول مارہروی علیہ الرحمہ جملہ سلاسل قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ، نقشبندیہ کی جملہ اجازت وخلافت عطا فرمائی ۱۳۳۲ھ

☆ تصنیف بہار شریعت کا آغاز ۱۳۳۴ھ اور تکمیل ۱۳۶۲ھ

☆ تاریخی مناظرہ کے لیے رنگون کا سفر ۱۳۳۶ھ

☆ پہلی بار حج وزیارت حرمین کے لیے روانگی ۱۳۳۷ھ

☆ بخیر وعافیت وطن واپسی اور آپ کے استقبال کے لیے باوجود علالت اعلیٰ حضرت کی تشریف آوری ۱۳۳۸ھ

☆ اعلیٰ حضرت نے آپ کو پورے ملک کا قاضی مقرر فرمایا ۱۳۳۹ھ

☆ مسلم یونیورسٹی کے نصاب ساز بورڈ میں شرکت ۱۳۴۴ھ/۱۹۲۶ء

☆ دار العلوم اہلسنت مدرسہ اشرفیہ مصباح العلوم گولا بازار مبارکپور کے تأسیسی اجلاس میں شرکت ۱۳۵۳ھ/۱۹۳۵ء

☆ دار العلوم اہلسنت مدرسہ شمس العلوم گھوسی کا سنگ بنیاد آپ کے ہاتھوں ۱۹۴۷ء

☆ وصال سے چوبیس دن قبل آخری فتویٰ ۱۳۶۷ھ/۱۹۴۸ء

☆ دوسری مرتبہ حج وزیارت کے لیے جاتے ہوئے شہر ممبئی میں بعارضہ نمونیہ وصال ۱۳۶۷ھ/۱۹۴۸ء

مدینے کا مسافر ہند سے پہونچا مدینے میں
قدم رکھنے کی نوبت بھی نہ آئی تھی سفینے میں

وصال پر ملال

۲/ ذو قعدہ ۱۳۶۷ھ مطابق ۶/ ستمبر ۱۹۴۸ء بروز شب دوشنبہ: بوقت ۱۲/ بجکر ۲۶/ منٹ۔

مادہ تاریخ وصال: ان المتقین فی جنّٰت وعیون

۱۳۶۷ھ

مزار پر انوار

گھوسی شریف جو زیارت گاہ خلائق ہے۔

عرس امجدی

گھوسی شریف میں آپ کا عرس مقدس ہر سال پیر طریقت سلطان الاساتذہ محدث کبیر حضرت علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری صاحب قبلہ سجادہ نشین خانقاہ امجدیہ رضویہ کے زیر سرپرستی انجام پذیر ہوتا ہے۔

☆☆☆

فقیہ اعظم صدر الشریعہ کا سراپا

از: شہزادہ شیخ العلماء حضرت علامہ **غلام ربانی** صاحب امجدی علیہ الرحمہ
سابق شیخ الحدیث دار العلوم محبوب سبحانی، ممبئی

☆☆☆

رنگ، گندمی دل کے جذبۂ آدمیت کا عکاس۔ گول چہرہ۔ دیباچۂ علم وعرفان۔ قد وقامت درمیانہ **خیر الامور اوسطہا** کا نمونہ، سر مبارک بڑا، سیادت کا آئینہ دار جس پر علم وفضل اور استاذ الاساتذہ کی خوبصورت دستار، گھنی اور خوبصورت داڑھی وجاہت مومن کی علامت۔ کشادہ پیشانی سے اخلاق حسنہ کا جلوہ نمودار اور جس پر **تفقہ فی الدین** کی تحریر سعادت آثار۔ گول آنکھیں گریۂ صبح گاہی کی غماز۔ بڑے بڑے کان۔ **قال اللہ وقال الرسول** سننے کے لیے۔ **الحیاء شعبۃ من الایمان** کی سرخی سے رخسار گلنار۔ پتلے پتلے ہونٹ جن پر تسبیح وتہلیل اور شریعت کی گفتار۔ اونچی ناک اہل سنت کی آبرو۔ گردن اونچی صرف بارگاہ خداوندی میں تسلیم ورضاء کی خاطر جھکنے کے لیے۔ سخاوت کے ہاتھ جس میں شریعت کا قلم بہار آثار۔ پتلے پتلے ناخن جن سے علم وحکمت کی گرہیں کھولی جائیں۔ جسم مبارک پر جبۂ عالی جس کا دامن علمائے اہل سنت کی علمی پناہ گاہ۔ قدم میمون جب چلے تو پیچھے پیچھے تشنگان علم وفن کا کارواں چلے اور جہاں ٹھہر جائے

وہاں علم وفن کا شہر آباد ہو جائے۔ آج گھوسی میں گنبد اعلیٰ آپ کی آخری آرام گاہ ہے۔ (**طاب اللہ ثراہ وجعل الجنۃ مثواہ**)

آپ ہیں صدر الشریعہ، بدر الطریقہ، استاذ الاساتذہ حضرت علامہ شاہ حکیم الحاج ابو العلاء امجد علی صاحب قبلہ علیہ الرحمۃ والرضوان۔

جن کی زندگی

کتاب وسنت کی اتباع اور اس کی اشاعت نیز عشق خدا ورسول میں گذری۔ آپ نے سیدنا امام احمد رضا علیہ الرحمۃ والرضوان سے ارادت وخلافت کا شرف حاصل کیا اور انہیں کے نقش قدم پر گامزن رہے۔ اہل سنت کے عقائد ونظریات کی بے باک ترجمانی فرمائی۔ آپ کی یادگار تالیفِ گرانمایہ ''بہار شریعت''، جس سے آج ہندو پاک کا کوئی دار الافتاء بے نیاز نہیں ہے۔ اسی طرح فتاوی امجدیہ اور دیگر کتب پر شروح وحواشی طبع ہو جائیں تو درسگاہیں ان سے بھی صرف نظر نہیں کرسکتیں۔ آپ معاصرین علمائے کرام کے ہجوم میں بھی صدر الشریعہ اور صدر بزم علم وفن کے خداداد اعزاز سے معزز رہے۔ کتاب وسنت کی تبلیغ وابلاغ کا ایسا نمایاں کارنامہ انجام دیا ہے جس کا سلسلہ رہتی دنیا تک جاری رہے گا۔ درسگاہ وخانقاہ سے آخری آرام گاہ تک ہر میدان میں ایسی ایسی یادگاریں چھوڑی ہیں جنہیں تاریخ کا بلند مقام حاصل ہوگا اور دنیا تا دیر یاد رکھے گی۔

تذکرۂ صدرالشریعہ

بقلم

خلیفۂ صدرالشریعہ

شیخ العلماء حضرت علامہ غلام جیلانی برکاتی اعظمی

(علیہ الرحمۃ والرضوان)

عرض حال

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

عزیزم مولوی محمد حنیف سلمہ(۱) (مدرس دارالعلوم ہذا(۲)) نے گذشتہ سال حضرت استاذی صدرالشریعہ (مصنف بہار شریعت علیہ الرحمہ) کے کچھ حالات زندگی قلمبند کرنے کی طرف مجھے متوجہ کیا تھا چنانچہ اس خصوص میں آپ کے تبحر علمی کے موضوع پر میں نے کچھ حالات لکھے تھے، جو ماہ ذی قعدہ ۱۳۸۵ھ کے ماہنامہ فیض الرسول میں شائع ہوئے تھے۔ اس کے بعد بہت سے احباب نے اصرار کیا کہ آپ کے متعلق کچھ اور حالات لکھوں۔ دارالعلوم ہذا کی تدریسی خدمت کے علاوہ میرے ذمہ کچھ اور بھی خدمات ہیں جس کے سبب میں بالکل عدیم الفرصت رہتا ہوں۔ چنانچہ اس دس ماہ کے طویل عرصے میں بھی احباب کا مطالبہ پورا کرنے کا موقعہ نہ مل سکا۔ اب جب کہ ماہنامہ ہذا بابت ماہ ذی قعدہ ۱۳۸۶ھ چند روز میں طباعت کے لیے روانہ کیا جانے والا ہے۔ تو مولوی نسیم سلمہ(۳) نے کہا کہ آپ کی سیرت طیبہ کے متعلق حسب سابق کوئی مضمون جلد از

---

(۱) حضرت مولانا محمد حنیف صاحب قادری رحمۃ اللہ علیہ سابق صدرالمدرسین دارالعلوم تنویرالاسلام امرڈوبھا

(۲) دارالعلوم فیض الرسول براؤں شریف

(۳) حضرت مولانا صابر القادری صاحب نسیم بستوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۰۰۳ء) وسابق مدرس دارالعلوم فیض الرسول براؤں شریف

جلد لکھئے تا کہ اس سال بھی ماہنامہ میں طبع ہو جائے۔ مجھ جیسے نااہل کے لیے جسے تقریر وتحریر سے کچھ مناسبت نہیں ہے۔ اس تھوڑے سے وقت میں لکھنا مشکل سے مشکل تر ہو گیا۔ مگر پھر بھی بہت سے ضروری کاموں کو ترک کر کے اس کی طرف متوجہ ہو گیا کہ زیادہ نہیں تو تھوڑی سہی کچھ نہ ہونے سے ہونا بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور مذکورہ بالا دونوں عزیزوں میں سے ہر ایک کو "الداعی الی الخیر کفاعلہ". کا مصداق بنائے (آمین) (۱)

☆☆☆

(۱) مطبوعہ ماہنامہ فیض الرسول ص ۳۴ شمارہ جنوری، فروری ۱۹۶۷ء

بسم الله الرحمن الرحيم.

نحمده ونصلی علیٰ رسوله الكريم

انسان اور علم دین

الحمد لوجہہ الکریم کہ اس نے، نوعِ انسان کی حیاتِ روحانی کے ساتھ، علم شریعت اور اس کے حاملین کی تاریخ کو اس طرح مربوط فرمایا ہے کہ ایک کو دوسرے سے جدا کرنا ناممکن ہے۔ دنیا میں جب کبھی شیطانی طاقتوں نے بے دینی وضلالت کے نئے نئے شعبدے اور کرشمے دکھا دکھا کر بھولے بھالے افراد انسان کو اپنی طرف مائل کر کے حصول زر کی دوکانیں چمکائیں تو اللہ تعالیٰ نے انبیائے کرام علیٰ نبینا وسیدنا محمد وعلیہم الصلاۃ والسلام کو مبعوث فرمایا۔

ان مقدس ہستیوں نے اپنے اپنے معجزات اور آسمانی کتابوں کی روشنی میں بھٹکے ہوئے افراد انسان کو راہ راست پر چلایا۔ اور سرکشوں اور متمردین کو شکستیں دیں۔ ان کے بعد ان کے اصحاب وتابعین علمائے اہلسنت نے قرآن کریم اور صحف آسمانی واحایث نبویہ کے براہین ودلائل کے ذریعہ نئی نئی پیدا ہونے والی طاغوتی طاقتوں کو مغلوب کیا۔ علمائے کرام اور صوفیائے عظام نے اسلامی کتابوں کی تعلیم وتدریس اور اپنے اپنے مواعظ حسنہ، اور اہل باطل سے مناظروں اور دیگر خدمات دینیہ کے ذریعہ ہلاکت آفریں طوفان سے قوم کا بیڑا پار کیا۔ ان حضرات کی ہدایتوں کی بدولت انہیں اعمال صالحہ کی توفیق ملی۔ خزان معاصی سے نکل کر وہ لوگ بہار شریعت میں پہنچ گئے۔ گمراہی وبے دینی پیدا کرنے والی

طاقتوں کے شیرازے منتشر ہوگئے ۔ان کے عقائد باطلہ کے تارو پود بکھر گئے ۔ ان حضرات نے احیائے دینِ متین اور اشاعت اسلام میں بہت سی مصیبتیں جھیلیں صعوبتیں برداشت کیں۔ مخالف حالات کا خندہ پیشانی کے ساتھ مقابلہ کیا، ان کی ہمتیں پست نہیں ہوئیں۔ بلکہ وہ اپنی دھن میں لگے رہے آخر کار ان کی مساعی جمیلہ کے نتائج اچھی سے اچھی صورت میں رونما ہوئے ۔ یہ انہیں حضرات کی کوششوں کا نتیجہ ہے کہ اب تک دین اسلام کے جاننے اور ماننے والے اور مذاہب باطلہ کے اعتراضات کے جوابات دندان شکن دینے والے علماء اہلسنت موجود ہیں ان حضرات کے ایمان اور علم اور عملِ صالح کی قوت درجۂ کمال تک پہنچی ہوئی تھی ،اس لیے ان کی تعلیم اور تدریس اور ان کے مواعظ میں کافی اثر تھا۔

اہم طریقۂ کار کو اہمیت دی

ان نفوس قدسیہ، اور ان مقدس ہستیوں نے اہم طریقہ کار کو اہمیت کے ساتھ لائحہ عمل بنایا اصل میں طاعتِ الٰہی کی دو قسمیں ہیں۔

قسم اول: ۔ وہ طاعت ہے جس کا فائدہ خود طاعت گزار کو حاصل ہوتا ہے ۔مثلاً نماز، روزہ، حج، زکاۃ و اورادو وظائف وغیرہا امور۔ (اگر چہ ان میں عبادات مفروضہ فرض ہونے کی حیثیت سے اہم ہیں مگر ان کے فوائد شخص واحد عبادت گزار ہی کے ساتھ متعلق ہیں)

قسم دوم: ۔ وہ طاعت ہے جس کا اثر وفائدہ دوسروں کو بھی پہونچے۔ مثلاً تعلیم احکام دین، تبلیغ اسلام، پند ونصائح، مواعظ حسنہ، تصنیف کتبِ اسلامیہ، اور اس کی اشاعت۔

دوسری قسم کہ یہ طاعت فوائد عامہ وشاملہ رکھنے کی حیثیت سے زیادہ اہم

ہے۔ لہذا علمائے اہل سنت تعلیم وتدریس وتبلیغ کے اوقات میں نماز ہائے مفروضہ سنن وواجبات کو اعتدال کے ساتھ ادا کر کے تعلیم وتدریس وغیرہ عبادات میں مصروف ہوجاتے ۔ نمازوں کو زیادہ طول دینے اور نوافل ووظائف واوراد کے بالمقابل دوسرے طریقہ کو اختیار فرماتے۔ کہ یہ اہم خدمت خلق ہے احکام شرعیہ سے ناواقفیت ایک مرض ہے۔ اس کی مضرت جسمانی امراض سے کہیں زائد ہے۔ جسمانی امراض کے اطباء خدمت خلق زیادہ کرتے ہیں ،ایمان کے ساتھ رضائے مولیٰ کی نیت سے جو اطباء یہ خدمت انجام دیتے ہیں وہ آخرت میں بڑے ثواب کے مستحق ہیں۔

اس قاعدے کے بموجب روحانی علاج کرنے والے روحانی اطباء یعنی علمائے اہل سنت نے بہت زبردست خدمت خلق انجام دی۔ لہذا وہ بہت بڑے ثواب کے مستحق ہوئے ۔ان مقدس ہستیوں نے پہلی قسم عبادت کو اعتدال کے ساتھ ادا کرتے ہوئے دوسری قسم عبادت کے لیے اپنی زندگی وقف کردی۔ ان کی تعلیمی خدمتوں نے کروروں قلوب کی ویران دنیا کو آباد بنادیا، بے شمار مردہ دلوں کو زندہ کردیا۔ یہ آسمان تعلیم وتدریس کے تابندہ ستارے ہیں جن کی ضیاباریوں سے کتنے ظلمت کدے تاباں ودرخشاں ہوگئے انہوں نے امراء واغنیاء سے تعلقات استوار کیے تو دنیاوی جاہ وثروت وعزت حاصل کرنے کے لیے نہیں بلکہ اس لیے کہ ان کو صراط مستقیم پر لائیں پھر دوسروں کو راہ راست پر چلانے کے لیے ان سے سہولت مہیا کریں اور مدارس دینیہ کو ترقی دینے کے لیے ان کو معاون اور خادم بنائیں "الحب في الله والبغض في الله". ان کا شیوہ تھا۔ اغنیا وغربا دونوں کے ساتھ ان کا تعلق رضائے مولیٰ کے لیے تھا۔

انہیں جلیل القدر علمائے اہل سنت میں، قدوۃ السالکین، زبدۃ العارفین،

عالم باعمل فاضل اکمل قبلۃ الفواد، کعبۃ المراد، واقف رموز حقیقت، مصنف بہارِ شریعت، عالم لوذعی فاضل المعی، سیدی وسندی عمی مکرمی استاذی، بدرالطریقہ **حضرت صدرالشریعہ علامہ ابوالعلاء محمد امجد علی صاحب قدس سرہ العزیز** ہیں۔ جنہوں نے دارالعلوم منظر اسلام (بریلی شریف) میں۔ پھر دارالعلوم معینیہ عثمانیہ۔ (دارالخیر اجمیر شریف) پھر دادوں۔ ضلع علی گڑھ میں حدیث وتفسیر وفقہ وعلم کلام ومنطق وفلسفے کی تعلیم عرصۂ دراز تک دی۔ آپ کی تعلیم وتربیت سے، بڑے بڑے جید علماء فارغ التحصیل ہوکر ہندوپاک میں شیوخ الحدیث اور مبلغ اسلام ہوگئے۔ مثلا (١) رئیس الاتقیاء عمدۃ الفضلاء حضرت علامہ سردار احمد صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ (٢) فص خاتم الشریعۃ نقاد جواہر الطریقۃ حضرت علامہ سید غلام جیلانی صاحب قبلہ زید مجدہم (٣) مجاہد ملت حضرت علامہ الحاج حبیب الرحمٰن صاحب قبلہ زید مجدہم (۴) صراح الذکاوۃ والفطانۃ حضرت علامہ مفتی رفاقت حسین قبلہ زید مجدہم (۵) حافظ ملت حضرت علامہ حافظ عبدالعزیز صاحب مرادآبادی زید مجدہم (٦) رئیس الاذکیاء برادر عزیز علامہ غلام یزدانی اعظمی علیہ الرحمہ (٧) شمس العلماء حضرت علامہ قاضی شمس الدین صاحب قبلہ جون پوری زید مجدہم (٨) فخرالاماثل حضرت علامہ سید سلیمان صاحب قبلہ زید مجدہ (مثال کے طور پر یہ چند اسماء یہاں گنائے گئے ہیں کہ فہرست طویل کی یہاں گنجائش نہیں) جس طرح کسی پاکباز مرید کا زہد واتقا اس کے مرشد کے کمال اتقاء کی خبر دیتا ہے، اسی طرح کسی قابل شاگرد کی قابلیت اس کے استاد کی علمی سر بلندی کی علامت ہے کیوں کہ متعلم کا فضل وکمال اس کے معلم کے نظر کرم کا رہین منت ہے۔

مختصر یہ کہ حضرت صدرالشریعہ علیہ الرحمہ نے ہزاروں تشنگان علوم کو

سیراب کیا۔ آپ کی تعلیم وتربیت سے ہزاروں افراد عالم باعمل ہوگئے۔ بلکہ مصلح وہادی ورہبر ومعلم ہوگئے، آپ کے آفتاب علم کی تجلی سے ان کے قلوب منور ہوگئے، پھر یہ حضرات اس انعکاسی تجلی سے دوسروں کے قلوب منور فرمانے لگے۔ آپ ہی کی تخم پاشی کا نتیجہ ہے کہ ہندوپاک میں صدہا مدارس وجود میں آئے آپ ہی کی آبیاری سے، یہ ادارے لہلہاتے ہوئے سرسبز وشاداب نظر آرہے ہیں اور انشاءاللہ تعالٰی قیام قیامت تک یہ سلسلہ جاری رہے گا۔(١)

آپ کی ولادت باسعادت:۔ آپ مشرقی یوپی کے مشہور ومعروف قصبہ مدینۃ العلماء گھوسی ضلع اعظم گڈھ (حال ضلع مئو) میں ١٢٩٦ھ /١٨٧٨ء میں پیدا ہوئے۔

سلسلۂ نسب:۔ علامہ شاہ محمد امجد علی اعظمی بن حکیم مولانا جمال الدین بن مولانا خدابخش بن مولانا خیرالدین رحمہم اللہ تعالٰی۔

شکل وشباہت:۔ چہرہ وجیہ اور بارونق، رنگ گندمی، پیشانی کشادہ، آنکھیں بڑی بڑی، بھوئیں گھنی، داڑھی بہت گھنی، جسم بھرا ہوا، لحیم، شحیم، مگر سڈول، قد میانہ۔

آپ کا خاندان:۔ صدرالشریعہ علیہ الرحمہ کا گھرانہ علمی گھرانہ تھا۔ آپ کے آباء واجداد اہل علم وفضل تھے آپ کے پدر بزرگوار مولانا حکیم جمال الدین صاحب علوم ظاہری کی تکمیل کے بعد طبابت کیا کرتے تھے، آپ کے دادا مولانا خدابخش صاحب جب حج کے لیے تشریف لے گئے۔ تو مدینہ منورہ میں ''شیخ الدلائل'' (مولانا عبدالحق الہ آبادی مہاجر مکی) سے دلائل الخیرات شریف کی

(١) مطبوعہ ماہنامہ فیض الرسول ص ١٩/٢٠/٢١ شمارہ مارچ ١٩٦٦ء

اجازت حاصل کی۔ یہ صاحب کرامت بزرگ تھے۔

تحصیل علم: بالکل ابتدائی تعلیم اپنے دادا مولانا خدا بخش صاحب سے حاصل کی ان کے وصال کے بعد مولوی الٰہی بخش صاحب ساکن کوپا گنج شاگرد مولانا تراب علی صاحب لکھنوی سے کچھ پڑھا جو گھوسی ہی کے مدرسہ میں مدرس تھے، اور بھی کچھ لوگوں سے پڑھتے رہے، یہ وہ زمانہ تھا کہ کوئی شخص نہ تعلیم کا نگراں تھا نہ متکفل، پھر بچپن کا زمانہ کئی سال تک بے انتظامی کے ساتھ گذرا۔ مگر تعلیم کا سلسلہ جاری رہا۔ پھر ابتدائے شوال ۱۳۱۴ھ کو مدرسہ حنفیہ جونپور (جو اس زمانہ میں علم وفن کی عظیم درسگاہ مانی جاتی تھی) کا سفر کیا، اس زمانہ میں ریل گاڑی نہیں تھی، سواری کے لیے بڑی دشواری تھی، گھوسی سے اعظم گڈھ تک پیدل، پھر وہاں سے جونپور اونٹ گاڑی پر پہونچے اور مدرسہ حنفیہ میں اپنے برادر عم زاد مولانا محمد صدیق صاحب کے پاس قیام کیا، علوم وفنون کی ابتدائی کتابیں مولانا محمد صدیق صاحب اور مولانا سید ہادی حسن صاحب علیہما الرحمہ سے کچھ دنوں تک پڑھیں، کچھ عرصہ کے بعد تحریک آزادی ہند کے عظیم مجاہد اور اپنے وقت کے ممتاز وتبحر عالم دین علامہ فضل حق خیر آبادی کے شاگرد رشید جامع معقول ومنقول استاذ الاساتذہ مولانا ہدایت اللہ خان رامپوری ثم جونپوری علیہ الرحمہ متوفی ۱۳۲۶ھ /۱۹۰۸ء سے اکتساب فیض شروع کردیا، دن میں استاذ الاساتذہ سے اسباق پڑھتے اور رات میں ان کی خدمت کے لیے حاضر ہوجاتے لیکن یہ خدمت بڑی بابرکت ہوا کرتی، حضرت صدرالشریعہ اور ان کے بعض رفقاء درس استاذ الاساتذہ کے پیر دباتے رہتے اور وہ اسباق کے متعلق پوچھ تاچھ جاری رکھتے، تھوڑی دیر میں تمام اسباق کا اعادہ ہوجاتا، اگر کوئی غلطی ہوتی تو حضرت استاذ الاساتذہ کی رہنمائی سے دور ہوجاتی، اس نمایاں طریقۂ تعلیم سے حضرت صدرالشریعہ کا جوہر

علم نکھرتا گیا۔ قطبی پڑھتے وقت ہی اس سے نیچے کی کتابیں شرح تہذیب وغیرہ دوسرے طلبہ کو باآسانی پڑھاتے تھے۔ اس پڑھنے ہی کے زمانے میں تعلیم وتدریس کا ذاتی تجربہ خوب حاصل ہوگیا تھا اور افہام وتفہیم کا خوب ملکہ پیدا ہوگیا تھا۔(۱)

آپ کا انداز تدریس:۔ ہر مقام پر ایک مختصر سی جامع ومانع، وافی وشافی تقریر فرماتے، شکوک وشبہات کے بادل خود بخود چھٹ جاتے اور علم ویقین کا سورج مشرق قلب ودماغ پر جلوہ گر ہوجاتا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے حلقہ درس میں ملک کے مختلف صوبوں اور بیرون ملک کے طلبہ شامل رہتے، ہندی، پاکستانی، بنگالی، پنجابی، سندھی، مدراسی، بلخی، بخاری، سمرقندی، افغانی، ترکی، افریقی اور ایرانی حاضر ہوتے۔ غرض ہر نسل کے طلبہ نے آپ سے استفادہ کیا اور ہر علاقے میں آپ کے تلامذہ پائے جاتے ہیں۔

آپ کی تدریسی لگن:۔ تدریسی لگن کا عالم یہ تھا کہ مدرسہ کے وقت سے پہلے ہی صبح سویرے مدرسہ تشریف لاتے، اور مدرسہ کا وقت ختم ہوجانے کے بعد جب دیگر مدرسین اپنے اپنے گھر چلے جاتے تو خاص خاص اسباق اس وقت بھی پڑھاتے تھے۔ دارالعلوم معینیہ اجمیر شریف میں گرمی کے موسم میں ایک وقت تعلیم ہوتی تھی مگر حضرت صدرالشریعہ بعد ظہر بھی اپنے مکان پر درس کا سلسلہ جاری رکھتے۔ ظہر سے عصر تک یہ سلسلہ چلتا عصر کے بعد درگاہ معلیٰ میں نماز عصر پڑھا کر اپنے شاگردوں کے ساتھ ایک گوشے میں بیٹھ جاتے اور نماز مغرب تک علمی مذاکرہ اور بحث وتمحیص جاری رہتی۔ قیام اجمیر شریف کے آخری زمانے میں

(۱) از قلمی مضمون

آپ کا جسم بھاری ہوگیا، اطباء کے مشورے کی وجہ سے عصر بعد دولت باغ اورانا ساگر کی طرف ٹہلنے چلے جاتے مگراس سیر وتفریح میں بھی اکثر محدث اعظم پاکستان علامہ سردار احمد صاحب کوئی علمی کتاب لیے آپ کے ہمراہ ہوتے اس سیر وتفریح کے ساتھ ساتھ کتاب کا درس بھی جاری رہتا۔ جمعہ کے دن تعطیل رہتی تھی لیکن اس دن بھی صبح سے لے کر دس گیارہ بجے تک حضرت صدرالشریعہ کی سرپرستی میں تقریر ومناظرہ کی مجلسیں منعقد ہوتیں۔

آپ کے چند علمی لطائف

(۱) جامعہ سعدیہ حافظیہ دادوں میں تفسیر بیضاوی کے درس کے دوران "قالوا أتجعل فيها" کا ترجمہ کسی طالب علم نے یوں کیا۔ ملائکہ لوگوں نے کہا۔ اس پر حضرت صدرالشریعہ خوب ہنسے، اور فرمایا یہ تو انگریزوں والی اردو ہوئی، کہ بندر لوگ پریشان کرتا ہے۔

(۲) ایک مقرر نے وضو کے فضائل کے بیان کرتے ہوئے کہا کہ اس کی وجہ سے پھوڑے پھنسیاں نہیں ہوتیں۔ صدرالشریعہ نے از راہ مزاح فرمایا کہ مولوی سردار احمد صاحب تو پھر کبھی وضو ہی نہیں کرتے اس زمانہ میں انہیں اکثر پھوڑے نکلا کرتے تھے۔

(۳) آج کی طرح اس زمانہ میں بھی عموماً مقررین۔ اما بعد فقد قال الله تعالیٰ کے بعد فاعوذ بالله. بسم الله پڑھا کرتے۔ صدرالشریعہ ایسے موقع پر برجستہ فرماتے کہ اللہ تعالیٰ نے کہاں اعوذ باللہ فرمایا ہے اما بعد فاعوذ بالله کہا کرو۔

آپ کے فتاویٰ پر اعلیٰ حضرت کی باطنی نظر:۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ

کے انتقال کے بعد صدرالشریعہ کو بڑی فکر دامن گیر ہوئی کہ اب فتاویٰ کی قطعی صحت اور اصلاح کا کام کون کرے گا چنانچہ اس فکر میں آپ سوگئے اور خواب میں اعلیٰ حضرت سے ملاقات ہوئی اعلیٰ حضرت نے صدرالشریعہ کے ہاتھوں میں فتاویٰ دیتے ہوئے فرمایا ہم اسی طرح آتے رہیں گے۔ اس خواب کے تذکرہ کے بعد صدرالشریعہ نے بریلی شریف کے عرس کے موقع پر تقریر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا "مجھے یقین ہوا کہ میرے فتاویٰ پر اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی باطنی نظر برابر رہے گی اور جب بھی میں نے کوئی فتویٰ ترتیب دیا تو اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کا خاص کرم شامل حال رہا تو یقین ہے کہ میرا کوئی فتویٰ غلط نہیں، بلکہ ہر فتوی شریعت کے مطابق ہے"۔

آپ کی معروف معنی میں تبلیغ:۔ تدریس ہو یا خطابت، افتاء ہو یا تصنیف وتالیف کا کام یہ سب تبلیغ دین ہی کے زمرے میں آتے ہیں۔ مگر صدرالشریعہ نے خاص طور پر معروف معنی میں بھی تبلیغ فرمائی ہے۔ چنانچہ اجمیر شریف کے قرب وجوار میں راجپوت قوم کے اندر پھیلی مشرکانہ عادتیں آپ کی اور آپ کے طلبہ کی وجہ سے ختم ہوئیں۔ راجہ پرتھوی راج کی اولاد اگر چہ مسلمان ہوچکی تھی۔ لیکن وہ فرائض وواجبات سے بالکل ناواقف تھے۔ اور ان میں مشرکانہ رسمیں پائی جاتی تھیں، مگر آپ کے اور آپ کے تلامذہ کے وقتاً فوقتاً تبلیغی جلسوں کا اچھا اثر پڑا، اور ان میں مشرکانہ رسوم سے توبہ کرنے اور ایمان کے راستے پر چلنے کا جذبہ پیدا ہونے لگا۔ اس کے علاوہ اردگرد کے بڑے شہروں اور قصبوں میں بھی خود آپ اور آپ کے تلامذہ تبلیغی سرگرمیاں جاری رکھتے۔ مذہب اہل سنت کی اشاعت اور وہابیوں، مرزائیوں، قادیانیوں کا رد

کیا کرتے تھے۔ بصر آباد، بیاور، لاڈنوں، جے پور، جودھپور، پالی مارواڑ، چتوڑ وغیرہ کے علاقوں میں تبلیغ ہوا کرتی تھی۔

بچوں کے لیے اسلامی قاعدہ:۔ ایک زمانہ میں جب باتصویر قاعدے جاری ہوئے اور ان میں جانوروں کی تصویر کی وجہ سے اسلامی مدارس ایسے قاعدوں سے استفادہ نہ کر سکے تو مسلمان دیندار بچوں کے لیے آپ نے اسلامی قاعدہ نامی قاعدہ تصنیف فرمایا تھا، جس میں تصویریں تھیں، لیکن جاندار کی کوئی صورت نہ تھی۔ اور ترتیب ایسی نفیس رکھی تھی کہ اس قاعدہ سے تعلیم پانے والا بہت جلد اردو پر قادر ہو جاتا تھا، میں نے یہ قاعدہ پڑھنے کے بعد فوراً ہی اردو کی دوسری کتاب پڑھی تھی، درمیان میں کوئی دوسرا قاعدہ یا کوئی اور کتاب نہ پڑھی۔

آپ کا تقویٰ و پرہیز گاری:۔ نماز پنجگانہ پابندی کے ساتھ باجماعت ادا فرماتے، روزہ پر پابندی کا حال یہ تھا کہ اگر آپ ایسے مرض میں مبتلا ہو جاتے جس میں شریعت نے رخصت دی ہے جب بھی روزہ ہرگز قضا نہ کرتے، زکوٰۃ پوری پابندی سے ہر سال ادا فرماتے۔ حج بھی آپ نے کئی بار کیا، آخری بار حج کے ارادہ سے نکلے تو راستہ میں معبود حقیقی سے جا ملے۔

حقوق العباد کا بھی خاص خیال رکھتے۔ کبھی کسی کا دل نہ دکھاتے، کسی کی غیبت نہ کرتے، مہمانوں کی بڑی خاطر، مدارت کرتے، مہمانوں کے کھانے پینے، اٹھنے، بیٹھنے کا پورا خیال رکھتے۔(۱)

بلاشبہ آپ ولی کامل تھے

آپ شریعت و طریقت دونوں علموں کے جید عالم اور عامل تھے۔ اتباع

(۱) از قلمی مضمون

سنت میں بھی آپ کو کمال حاصل تھا، بڑوں کا ادب، چھوٹوں پر شفقت، معاملات کی صفائی لوگوں کے خطا و قصور کو معاف فرما دینا آپ کا طریقۂ کار تھا۔ ظاہر و باطن، قول و فعل، خلوت و جلوت میں آپ یکساں تھے آپ کے مواعظ و نصائح حکیمانہ تھے، امر بالمعروف و نہی عن المنکر موثر طور پر فرماتے۔ اکل حلال و صدق مقال آپ کا شیوہ تھا، سادگی و تواضع کے ساتھ صاحب رعب و جلال بھی تھے۔ کسی جری و بے باک کو بھی آپ کے روبرو بے باکی کے ساتھ کلام کرنے کی ہمت نہیں ہوتی۔ حسن اخلاق و صبر و شکر، توکل و قناعت، خودداری و استغناء آپ کے امتیازات و خصوصیات میں سے تھے۔ زہد و اتقا کے بلند مدارج پر آپ فائز تھے (بلاشبہ آپ ولی کامل تھے) بلا تخصیص امارت و غربت ہر طالب علم پر آپ کی نظر کریمانہ یکساں رہتی۔ آپ کے فیوض و برکات مساویانہ طور پر ہر ایک کے لیے عام تھے طلبہ اپنی استعداد و صلاحیت کے مطابق مستفیض ہوتے۔ آپ زبان و عمل دونوں سے تعلیم دین دیتے تھے۔ یعنی آپ کے اقوال مبارکہ کی طرح آپ کی حیات طیبہ بھی اسلامی تعلیم کی عملی تفسیر تھی۔ آپ کی باہمہ و بے ہمہ زندگی اپنے اندر ایک خاص جاذبیت اور کشش رکھتی تھی۔ کیوں کہ قول و فعل دونوں میں اخلاص تھا۔ آپ کی تعلیم عالم اور عامل بناتی۔ اور آپ کا عمل بھی عالم بناتا اس وجہ سے آپ کے سانحۂ حیات طیبہ کا مطالعہ بہت مفید ہوگا کہ جن حضرات کو ظاہری حضوری کی نعمت نہ مل سکی وہ معنوی حضوری سے استفادہ کریں۔

مذکورہ بالا امور میں آپ کو جس حیثیت سے دیکھا جائے اس میں آپ ایک نرالی شان اور انوکھی آن رکھتے تھے۔ آپ کے ان تمام اوصاف پر اگر مقالے لکھے جائیں تو ایک دفتر درکار ہوگا۔ عدیم الفرصتی کے باعث میں اس وقت صرف آپ کے تبحر علمی کے متعلق چند شواہد پیش کرتا ہوں۔ اگر فرصت ملی تو آئندہ

انشاءاللہ تعالیٰ قدرے تفصیل سے لکھوں گا۔

یوں تو آپ کے تلامذہ کے روشن کارنامے ہیں۔ آپ کے وافر و بے پایاں سرچشمۂ علم کے ثبوت میں روشن دلائل ہیں مگر چند مزید واقعات کا پیش کردینا بھی اہل ذوق کے لیے لطف سے خالی نہ ہوگا۔(۱)

آپ کا تبحر علمی اہل علم کی نگاہوں میں

حضرتِ محدث سورتی علیہ الرحمہ کی نگاہ میں:۔

جو آپ کی وقعت علمی تھی وہ آپ کے مندرجہ ذیل کلام سے معلوم ہوتی ہے۔ غالبا ۱۳۲۶ھ یا اس سے کچھ کم وبیش کا زمانہ تھا جب کہ میں دارالعلوم اشرفیہ مصباح العلوم (قصبہ مبارکپور ضلع اعظم گڈھ) میں آمد نامہ، اور فارسی کی پہلی کتاب پڑھتا تھا۔ اس زمانہ میں استاذی حضرت صدرالشریعہ علیہ الرحمہ کے بھانجے (اور میرے دولہا بھائی) استاذی حضرت علامہ عبدالسلام صاحب علیہ الرحمہ اس دارالعلوم میں مدرس تھے انہوں نے شہر پیلی بھیت میں حضرت محدث سورتی علیہ الرحمہ سے دورۂ حدیث پڑھا تھا۔ ان کے سال فراغت ہی میں حضرت محدث موصوف علیہ الرحمہ کا انتقال ہوا تھا۔ ان کی جماعت اس درس گاہ کی آخری جماعت تھی۔ وہاں سے فراغت کے بعد، آپ مبارکپور میں مدرس ہوئے تھے۔ ان دنوں میں آپ کا دستور تھا کہ مابین المغرب والعشاء اپنے احباب کے سامنے دینی مسائل کا تذکرہ فرماتے کبھی کبھی بزرگان دین کے حالات زندگی بھی بیان فرماتے، اکثر وبیشتر حضرت محدث موصوف علیہ الرحمہ کے تذکرے زیادہ ہوتے

(۱) مطبوعہ ماہنامہ فیض الرسول ص ۲۱ شمارہ مارچ ۱۹۶۶ء

اسی سلسلہ میں ایک روز آپ نے فرمایا کہ پیلی بھیت میں ہمارے رفقائے درس کی تعداد تیس یا پینتیس (الشک منی) تھی۔ ہمارے استاذ حضرت محدث سورتی علیہ الرحمہ نے ایک روز ہم لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ

"مجھ سے اگر کسی نے پڑھا تو امجد علی نے"

ناظرین کرام غور فرمائیں کہ حضرت محدث موصوف علیہ الرحمہ کے جید تلامذہ کی تعداد ہزار سے بھی زائد ہے۔ مگر اس جلیل القدر ہستی کی نگاہ میں، پڑھنے کے تمام حقوق وشرائط وآداب بجالانے والی ہستی اور ان میں سب میں زیادہ قابل حضرت صدرالشریعہ علیہ الرحمہ کی ذات گرامی ہے۔ سبحان اللہ! یہ آپ کے استاذ محترم کی نگاہ توجہ کا اثر ہے کہ زمانۂ طالب علمی میں تمام متعلمین سے افضل رہے، اور زمانۂ تعلیم وتدریس میں پڑھانے کا حق اس طرح ادا فرمایا کہ حسن تعلیم وتدریس میں، ہندوستان کے مدرسین پر فوقیت لے گئے۔

اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نگاہ میں

جو آپ کا علمی وقار تھا، وہ آپ کے مندرجہ ذیل کلام سے ظاہر ہے، مولوی نور محمد صاحب اعظمی (قصبہ سرائے میر ضلع اعظم گڈھ) جب دارالعلوم منظر اسلام (بریلی شریف) میں پڑھتے تھے، تو کچھ عرصہ تک ان کا قیام، اعلیٰ حضرت ہی کے دولت کدے پر رہا ان کو کھانا بھی یہیں سے ملتا تھا۔ اس قرب کے سبب ان کو آپ کے کلمات طیبات سننے کا زیادہ موقع ملا۔ ایک روز ان مولوی صاحب نے ایک طالب علم سے بیان کیا (اور میں سن رہا تھا) کہ استاذی حضرت مولانا امجد علی صاحب (ان ایام میں آپ صدرالشریعہ کے لقب سے ملقب نہ ہوئے تھے) کا علم بے پایاں ہے۔ اس لیے کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے دوران گفتگو میں ایک روز فرمایا ہے کہ

"امجد علی کو درس نظامی کے تمام فنون میں کافی دسترس
حاصل ہے اور فقہ میں تو ان کا پایہ بہت بلند ہے"۔ تم کلامہ

مولوی نور محمد صاحب کا دعویٰ حق ہے کہ مجدد زمانہ جس ہستی کو ہر فن کا جید عالم فرمائیں اور بلند پایہ فقیہ، بلاشبہ ایسی ذات کا علم بے پایاں کہے جانے کے لائق ہے کہ متوسط درجہ کے علما کی رسائی ان کے منتہائے علم تک نہیں ہو سکتی۔

حضرت حجۃ الاسلام صاحب کی نگاہ میں

حضرت حجۃ الاسلام صاحب قدس سرہ العزیز کی نگاہ میں جو آپ کا علمی وقار تھا، وہ مندرجہ ذیل واقعہ سے ظاہر ہے ١٣٣٩ھ میں استاذی حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ مجھے تعلیم دینے کے لیے اپنے ساتھ۔ (بریلی شریف) لے گئے۔ اسی سال چند ماہ کے لیے مجھے اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا تھا)۔ اس زمانے میں مولوی نور محمد مذکور الصدر اور مولوی عبدالعظیم صاحب بلیاوی وہاں پڑھتے تھے۔ ایک روز مولوی نور محمد صاحب نے مندرجہ ذیل واقعہ، مولوی عبدالعظیم بلیاوی سے بیان کیا (اور میں سن رہا تھا)

کچھ عرصہ ہوا کہ دارالعلوم منظر اسلام (بریلی) کے ارباب بست و کشاد نے اس امر پر غور کیا کہ اس درسگاہ کا صدر المدرسین کس کو مقرر کیا جائے؟ تو اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ فوقانی طلبہ ایک ایک سبق حامد رضا خاں اور امجد علی، اور رحم الٰہی ان تینوں سے پڑھ لیں اس کے بعد دیکھیں جس کی طرف ان کا میلان زیادہ پایا جائے اسی کو صدر المدرسین بنایا جائے۔

اس کے بعد ہوا یہ کہ ان طلبہ نے کسی فن معقول کی کسی اہم کتاب کے ایک مشکل مقام کو پوشیدہ طور پر کسی سے پڑھا (اس کتاب کا نام مجھے یاد نہیں رہا)

بعدہ طلبہ حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس پڑھے ہوئے حصے کو آپ سے پڑھنا شروع کیا۔ چوں کہ یہ لوگ خوب تیار ہو کر گئے تھے لہٰذا اعتراضات کی بوچھار شروع کر دی۔۔۔۔ استاذی حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ نے اس حصہ کتاب کا مطالعہ بھی نہیں کیا تھا۔ اور نہ آپ کو پہلے سے باخبر کیا گیا تھا کہ طلبہ فلاں کتاب کو فلاں جگہ سے، آپ سے پڑھیں گے مگر اس کے باوجود آپ نے ان کے ہر اعتراض کا ایسا شافی جواب دیا کہ ہر ایک کی تسلی ہو گئی اور ان میں کا ہر ایک بول اٹھا کہ اس سے بہتر تفہیم کیا ہو سکتی ہے چنانچہ اس دارالعلوم کے صدر المدرسین آپ ہی مقرر ہوئے۔ مولوی نور محمد صاحب موصوف الصدر نے اپنی گفتگو جاری رکھتے ہوئے یہ بھی بیان فرمایا کہ حضرت (حجۃ الاسلام) مولانا حامد رضا خاں صاحب قبلہ (علیہ الرحمہ) طلبہ کے اعتراضات اور آپ کے جوابات کو ایک خاص جگہ چھپ کر سن رہے تھے جب وہاں سے واپس آئے تو لوگوں سے بیان فرمایا کہ۔

مولانا امجد علی صاحب جوابات دے رہے تھے تو ایسا معلوم ہوتا تھا
کہ ایک دریائے ذخار ہے جو موجیں مار رہا ہے ۔(تم کلامہ)

(یہ خط کشیدہ عبارت روایت باللفظ ہے)

مولوی عبدالعظیم صاحب جو اس کلام کے مخاطب تھے، انہوں نے فرمایا کہ میں نے بھی اس سے پیشتر آپ کے علاوہ دوسرے لوگوں سے ایسا ہی سنا ہے۔

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ برسوں کی پڑھی ہوئی کتاب اور مطالعہ کئے ہوئے حواشی آپ کو از بر تھے۔ **ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء**

حضرت مفتی اعظم صاحب قبلہ کی نگاہ میں

جو آپ کا تبحر علمی تھا، وہ نیچے لکھے ہوئے آپ کے کلمات طیبات اور واقعات ذیل سے ظاہر ہے۔ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال شریف کے بعد غالباً ۱۳۴۳ھ کا واقعہ ہے کہ دار العلوم معینیہ عثمانیہ اجمیر شریف کے عہدۂ صدارت کی جگہ خالی ہوئی۔ تو اس منصب پر فائز ہو کر تعلیم دینے کے لیے متولی درگاہ (خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ) کے متعدد پر اصرار دعوت نامے حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ کے نام آئے اور حضرت حجۃ الاسلام صاحب قبلہ کے نام بھی خطوط آئے کہ انہیں ضرور بھیجدیا جائے۔ نیز حضرت مولانا سلیمان اشرف صاحب قبلہ علیہ الرحمہ (پروفیسر شعبۂ دینیات مسلم یونیورسٹی علی گڑھ) کے کئی ایک سفارشی گرامی نامے آئے۔ حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ کی گفتگو سے مجھے یہی معلوم ہو کہ بریلی شریف کی سرزمین سے آپ کو والہانہ محبت ہے۔ آپ یہاں سے کہیں منتقل ہونا نہیں چاہتے، مگر حضرت حجۃ الاسلام علیہ الرحمہ نے اجازت دے ہی دی۔ غالباً آپ نے یہ اجازت حضرت خواجۂ اجمیری علیہ الرحمہ کی نسبت، اور حضرت مولانا سلیمان اشرف صاحب علیہ الرحمہ کی سفارش سے متاثر ہو کر دی ہوگی۔ اس موقع پر حضرت مفتی اعظم صاحب قبلہ زید مجدہم بہت متاثر ہوئے اور فرمایا کہ:۔

"اگر یہ (حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ) یہاں سے چلے گئے تو دار العلوم منظر اسلام کی تعلیمی حالت کمزور ہو جائے گی۔ لوگ یہ نہ خیال کریں کہ مولانا ظفر الدین صاحب (علیہ الرحمہ) یہاں آکر اس

منصب کو اسی شان کے ساتھ سنبھال لیں گے بیشک وہ جید عالم اور قابل مدرس ہیں۔ مگر ذو المجد والعلا (مراد حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ) کے برابر وہ اس کام کو انجام نہ دے سکیں گے۔ اگر یہ یہاں سے چلے گئے تو علم کی بہت بڑی دولت ہم لوگوں کے ہاتھ سے جاتی رہے گی ان کے سوا کوئی دوسرا اس جگہ کو پُر نہیں کر سکتا۔ مطبع اہلسنت بھی (جو زیر اہتمام حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تھا) تباہ ہو جائے گا۔ میری رائے نہیں ہے کہ ان کو یہاں سے جانے دیا جائے۔ (تم کلامہ مختصراً)"

حضرت استاذ العلماء صدر الافاضل مخدومی علامہ سید محمد نعیم الدین صاحب قبلہ مرادآبادی (علیہ الرحمہ) نے بھی استصواب رائے کے موقعہ پر حضرت حجۃ الاسلام صاحب سے اسی سے ملتے جلتے بعض کلمات طیبات فرمائے۔ مگر کچھ اسباب ایسے پیدا ہوگئے کہ آپ کو اجمیر شریف جانا ہی پڑا۔ (مجھ ناچیز کو بھی حضرت اپنی ہمرکابی میں اجمیر شریف لے گئے تھے۔ مگر میں وہاں ایک سال سے زائد نہ رہ سکا)۔ اس کے بعد دار العلوم منظر اسلام اور مطبع اہلسنت کا حشر وہی ہوا جیسا کہ حضرت مفتی اعظم صاحب قبلہ نے فرمایا تھا۔ اس کے بر خلاف دار العلوم معینیہ عثمانیہ میں ایسی شاندار تعلیم شروع ہوئی کہ دھوم مچ گئی۔ یوپی و بہار وحیدرآباد وغیرہا مقامات کے طلبہ آپ کے حسن تدریس کا شہرہ سن سن کر بُعد مسافت کی پرواہ کیے بغیر آپ سے پڑھنے کے لیے جانے لگے۔ باشندگان اجمیر شریف کا بیان ہے کہ اس سے پیشتر ایسا شاندار تعلیمی منظر یہاں دیکھنے میں

نہیں آیا۔ حیدر آباد کے ممتحنین نے فرمادیا کہ ہندوستان کے کسی دار العلوم میں ایسے جید طلبہ نہیں ہیں۔ پھر چند سال کے بعد جب آپ بعض ناخوشگوار اسباب کی بنا پر مستعفی ہوکر بریلی شریف واپس آکر تعلیم دینے لگے، تو وہاں کی رونق تعلیم ایسی ختم ہوئی کہ آج تک سنبھل نہ سکی۔ اس کے برخلاف بریلی شریف میں پھر درس وتدریس کا بحر ناپیدا کنار موجیں مارنے لگا۔

ان واقعات سے آپ کا تبحر علمی اظہر من الشمس وابین من الامس کے طور پر ثابت ہوتا ہے۔

دیوبند کے ایک فارغ التحصیل شخص کی نگاہ میں

جو آپ کا علمی تبحر تھا وہ مندرجۂ ذیل واقعہ سے ظاہر ہے۔

شیر بیشۂ اہل سنت جناب مولانا حشمت علی خاں صاحب (علیہ الرحمہ)

جس سال دورۂ حدیث پڑھ رہے تھے اسی سال بہار کے رہنے والے ایک جید عالم جو دیوبند میں انور شاہ سے دورۂ حدیث پڑھ چکے تھے، دوبارہ دورہ پڑھنے کے لیے بریلی شریف حاضر ہوئے۔ غالبًا یہ ۱۳۴۳ھ کا واقعہ ہے۔ (مجھے اس وقت ان کا نام یاد نہیں آتا) ان دونوں حضرات کی قرأت حدیث میں اس قدر سلاست وروانی ودلکشی تھی کہ طلبہ اور محلے کے لوگ جب دار العلوم میں آجاتے تو مزہ لے لے کہ ان کا پڑھنا سنتے اور ایسا صحیح پڑھتے تھے کہ ہم لوگوں میں سے کسی نے حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ کو انہیں ٹوکتے ہوئے نہیں سنا۔ ایک روز ان بہاری عالم سے چند طلبہ نے دریافت کیا کہ آپ تو انور شاہ سے دورۂ حدیث پڑھ کر آئے ہیں بتایئے ان میں اور یہاں کے شیخ الحدیث میں آپ نے کیا فرق پایا؟ انہوں نے جواب دیا کہ:۔

"یہ (حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ) شروح وحواشی کا بالکل مطالعہ نہیں فرماتے، اس کے باوجود میں نے ان کو تفہیم مطالب اور ازالۂ شکوک وشبہات میں انور شاہ سے کسی حیثیت سے کم نہیں پایا"۔ (تم کلامہ)

فائدہ:۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ فن حدیث میں آپ کو انور شاہ پر بھی تفوق حاصل تھا۔ اس لیے کہ اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ آپ بھی اگر شروح وحواشی کا مطالعہ دیکھ کر پڑھاتے یا انور شاہ بھی مطالعہ دیکھے بغیر پڑھاتے تو ان دونون صورتوں میں آپ کی تفہیم اور ازالۂ شکوک وشبہات اس شخص کی نگاہ میں بھی انور شاہ سے بالاتر ہوتا۔ اور انور شاہ کی تفہیم حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ کے بالمقابل ادنیٰ درجے کی ہوتی۔

ان کے علاوہ مجھے اور بہت سے شواہد یاد ہیں، مگر میں اپنی عدیم الفرصتی کے سبب ان کو بیان نہیں کرتا(۱)۔

آپ جامع کمالات تھے

عمی مکرمی استاذی الکریم صدر الشریعہ (مصنف بہار شریعت) حضرت علامہ محمد امجد علی صاحب قدس سرہ العزیز شریعت وطریقت کے مجمع البحرین تھے۔ منطق وفلسفہ میں بھی آپ کو ید طولیٰ حاصل تھا۔ آپ کی ذہانت بھی آپ کی کرامت تھی۔ جس مضمون کو ایک مرتبہ دیکھ لیا سالہا سال تک یاد رہا۔ اس لیے حدیث وتفسیر وعلم کلام وفقہ ومنطق وفلسفہ وغیرہ علوم کو حاصل کرنے کے سلسلے میں اس عبوری دور کو بہت جلد طے فرمالیا۔ اور جب آپ مسند تدریس پر جلوہ فرما ہوئے تو ایسا پڑھایا کہ ہزاروں مفلسوں اور تہی دستوں کو علم دین کے خزانوں کی

(۱) مطبوعہ ماہنامہ فیض الرسول ص ۲۴، ۲۳، ۲۲، ۲۱، شمارہ مارچ ۱۹۶۶ء

کنجیاں عطا فرمادیں۔ اگرچہ اس ماہتاب تدریس کو غروب ہوئے عرصہ ہو چکا ہے مگر اب بھی ہندو پاک کے صدہا مدارس میں آپ کے بلاواسطہ اور بالواسطہ تلامذہ کے ذریعہ علوم دینیہ کی ضیاباری ہورہی ہے۔

اس علمی کمال کے ساتھ (۱) آپ عمل صالح اور خلوص کے بھی حامل تھے۔ آپ کی عبادت وزہد وتقویٰ بلکہ آپ کا ہر کام خلوص سے ہوتا تھا۔ اس وجہ سے آپ کا کلام پرتاثیر ہوتا تھا۔ (۲) آپ کی دعا ومناجات سے رقت قلبی کا پتہ چلتا تھا (۳) آپ مستجاب الدعوات بھی تھے (۴) آپ صابر ومتحمل المزاج بھی تھے عفو ودرگذر آپ کا طریقہ کار تھا۔ (۵) آپ کا غصہ بے محل نہ ہوتا۔ دینی نقصان کے پیش نظر آپ اظہار ناراضگی فرماتے (۶) احقاق حق وابطال باطل آپ کا شیوہ تھا (۷) غیبت وچغلی ونفسانی عداوت سے آپ کو نفرت تھی (۸) کینہ وبغض وحسد سے آپ پاک وصاف تھے (۹) نہ کسی مخالف کی ترقی سے آپ کو رنج ہوتا نہ اس کی مصیبت سے خوشی (۱۰) بہترین سیرت بلند اخلاق وتہذیب وشائستگی کے پیکر تھے (۱۱) آرام طلبی وعیش پرستی سے آپ کو نفرت تھی (۱۲) مسکین پرور بیکس نواز تھے (۱۳) صادق القول وعدہ وفا تھے (۱۴) حرص وآرزو وتکبر وغرور سے بری تھے (۱۵) ایک عالم باعمل اور صوفی کے لیے جو محاسن ہونے چاہئیں وہ آپ میں موجود تھے۔ آپ کے ان صفات کے شواہد قلمبند کروں تو ایک دفتر درکار ہوگا۔ عدیم الفرصتی کے سبب قدرے قلیل صرف آپ کے خلوص ومحبت کے موضوع پر کچھ لکھتا ہوں۔

آپ کے خلوص سے

حضرت مفتی اعظم صاحب قبلہ زید مجدہم بھی اب تک متاثر ہیں۔ چنانچہ

۱۳۷۶ھ کا زمانہ تھا جب کہ میں دارالعلوم مظہر اسلام (بریلی شریف) میں تدریسی خدمت انجام دیتا تھا۔ اتفاقاً ایک مرتبہ حضرت مفتی اعظم صاحب قبلہ کی خدمت میں مجھے حضوری کا شرف حاصل ہوا۔ اس مجلس میں ایک صاحب نے حضرت صدرالشریعہ علیہ الرحمہ کا تذکرہ فرمایا۔ اتنے میں مفتی اعظم صاحب قبلہ چشم پُرآب ہو گئے اور فرمانے لگے کہ۔

> ''صدرالشریعہ علیہ الرحمہ نے اپنا کوئی گھر نہیں بنایا۔ بریلی ہی کو اپنا گھر سمجھا۔ وہ صاحب اثر بھی تھے اور کثیر التعداد طلبہ کے استاذ بھی وہ چاہتے تو بآسانی کوئی ذاتی دارالعلوم ایسا کھول لیتے جس پر وہ یکہ وتنہا قابض رہتے مگر ان کے خلوص نے ایسا نہیں کرنے دیا۔'' (تم کلامہ)

بیشک حضرت مفتی اعظم صاحب قبلہ کا یہ کلام بالکل حق ہے۔ جو ہستیاں رضائے الٰہی کو اپنا نصب العین بناتی ہیں وہ اپنے اثرات وتلامذہ اور مدارس دینیہ کو اپنے لیے ذریعہ معاش نہیں بناتیں ایسی نفوس قدسیہ کو من کان لِلّٰہ، کان اللہ لہ سے غنا حاصل ہوتا رہتا ہے وہ دین کے پردے میں دنیا نہیں کماتے۔

مریدین کے ساتھ خلوص

غالباً ۱۳۶۳ھ کا زمانہ تھا جب کہ میں دارالعلوم مظہر اسلام (بریلی شریف) میں تدریسی خدمت انجام دیتا تھا۔ مخدومی صوفی شاہ حضرت علامہ سردار احمد صاحب قبلہ قدس سرہ العزیز ان دنوں میں یہاں شیخ الحدیث تھے حضرت صدرالشریعہ علیہ الرحمہ ان دنوں غالباً قصبہ دادوں (ضلع علی گڈھ) میں پڑھاتے تھے اس زمانے میں اس دارالعلوم کی مالی حالت بہت کمزور تھی۔ اس وقت اس کی اتنی شہرت بھی نہ تھی نہ یہاں سے کوئی سفیر بھیجا جاتا، نہ فراہمی چندہ کا کوئی معقول

انتظام تھا۔ چند مخصوص احباب کی امداد وسعی تھی جو دارالعلوم کے مصارف کے پیش نظر بالکل ناکافی تھی۔ مدرسین کی تنخواہوں، درسی کتابوں کی فراہمی اور دیگر مصارف کی کمی کو حضرت مفتی اعظم صاحب قبلہ اپنی جیب خاص سے پوری فرماتے۔ جب یہ سلسلہ دراز ہوا تو آپ کی جیب بھی خالی ہوگئی۔ تو اپنی ذمہ داری پر مخصوص احباب سے دارالعلوم کے لیے قرض حسنہ لے لے کر صرف فرماتے رہے۔۔۔۔۔ حتی کہ دارالعلوم کئی ہزار روپے کا مقروض ہوگیا اور آپ نے اپنی چند دوکانیں (یا مکانات) رہن میں لکھوادیں۔

حضرت مفتی اعظم صاحب قبلہ بھی از سرتاپا خلوص تھے (اور ہیں بھی) کہ آپ نے اپنے اس ایثار وقرضہ کی خبر نہ تو شہر کے سنی رؤسا اور عوام کو کیا نہ اس سلسلہ میں کوئی اعلان شائع فرمایا۔ نہ اس خصوص میں کسی کمیٹی کی تشکیل فرمائی، جو چندے کی فراہمی کر کے دارالعلوم کو اس قرضہ کے بار سے سبکدوش کرتی اور آپ کی دوکانوں (یا مکانات) کو واگذار کراتی۔۔۔۔۔ آپ کی ذاتی جائداد کی واگذاری کی کوئی صورت بظاہر سمجھ میں نہیں آتی تھی۔ مگر مفتی اعظم صاحب قبلہ نہایت استقلال اور پامردی کے ساتھ اس دارالعلوم کی خدمت کرتے رہے۔

حسن اتفاق کہ کسی ذریعہ سے اس کی اطلاع حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ کو ہوگئی۔۔۔ عرس رضوی شریف کا زمانہ قریب آیا تو اب کی بار آپ تاریخ عرس سے چند روز پہلے ہی بریلی شریف پہنچ گئے۔ پھر اس کے بعد ہی آپ کے چند میمن مریدین کا ایک قافلہ۔ (دھوراجی سے) بریلی شریف حاضر ہوا۔ جس کے میر کارواں پیر طریقت مولوی سید عبد الحق سلمہ تھے۔ تنہائی میں جب ان سے میری ملاقات ہوئی تو انہوں نے مجھ سے کہا کہ

"کیا آپ جانتے ہیں کہ ہم لوگ یہاں کس لیے آئے

ہیں؟ (پھر انہوں نے اپنی صدری کی جیب کی طرف "جو نوٹوں کی گڈیوں کے سبب تجوری بنی ہوئی تھی" اشارہ کر کے فرمایا کہ) کیا آپ جانتے ہیں کہ اس جیب میں کتنے ہزار روپے کی رقم ہے؟ (پھر خود ہی جواب دیا کہ) میں حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ کے ارشاد کے بموجب آپ کے ان مریدین (میمن سیٹھوں) کو لے کر یہاں آیا ہوں۔ میری اس جیب میں اتنے ہزار روپے ہیں (مجھے اس رقم کی صحیح تعداد اس وقت یاد نہیں) ہماری حاضری کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ دارالعلوم مظہر اسلام اتنے ہزار روپے کا مقروض ہوگیا ہے اس سلسلے میں حضرت مفتی اعظم صاحب قبلہ نے اپنی دوکان (یا مکانات) (مرہون فرمادی ہیں) اس قرضہ کو ادا کر کے ان دوکانوں (یا مکانات) کو ہم لوگ رہا کرائیں گے۔ تم کلامہ۔

سبحان اللہ! آپ کی ہستی ایسی پرخلوص ہستی تھی کہ آپ مرید کرتے تھے تو ایصال الی اللہ کے لیے۔ نہ کہ اپنے نفس کی خاطر نذرانہ وصول کرنے کے لیے۔ اس وجہ سے آپ کو اس بات کا ذرا بھی احساس نہ ہوا کہ ان دولت مند مریدین کی جیبیں۔ جب ہزاروں روپیوں کے صرف کرنے کے سبب خالی ہوجائیں گی۔ تو میرے نذرانے میں ضرور کمی ہوگی۔ لطف کی بات یہ ہے کہ آپ کے یہ مریدین، اتنی بڑی رقم فی سبیل اللہ خرچ کرنے کے لیے بریلی شریف از خود

نہیں آئے، بلکہ اپنے پیرومرشد حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ کی ہدایت پر آئے کہ یہ لوگ اپنے سیم وزر کا نذرانہ، اپنے پیرومرشد کو نہ دیں۔ بلکہ اپنے دادا پیر اعلیٰ حضرت (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے مقدس شہر و آستانہ میں واقع دار العلوم مظہر اسلام کو نذر کریں۔ آپ کو اپنے نذرانہ کی فکر کیوں ہوتی۔ "من کان للہ کان اللہ لہ" کی تصدیق قلبی نے آپ کو غنی بنادیا۔ ایسا مرشد مخلص مرشد ہوتا ہے جو ایصال الی اللہ کے لیے مرید کرے۔ اس کی روحانیت سے مریدین کی روحانیت کا تجلیہ و تصفیہ ہوتا ہے۔

مصارف عرس رضوی شریف کے ساتھ خلوص

پھر عرس رضوی شریف کی تاریخیں آئیں تو بڑے شاندار طریقے پر رسوم عرس ادا کیے گئے۔ آپ کے ان میمن مریدین نے بھی ذوق و شوق سے حصہ لیا۔ پھر جب عرس شریف سے فراغت ہوگئی، اور دھوراجی کی واپسی سفر کا وقت قریب آیا تو بعد نماز مغرب یا عشاء حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ نے حضرت مفتی اعظم صاحب قبلہ کو ساتھ میں لیا، پھر اپنے ان میمن مریدین کو حکم دیا یہ سب بھی پیچھے پیچھے ہولیے۔ میر کارواں پیر طریقت مولوی عبدالحق سلمہ بھی ساتھ ہولئے سب کو لے کر آپ اعلیٰ حضرت (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے مزار اقدس پر حاضر ہوئے کہ ان میمن مریدین مخلصین کی رخصتی زیارت بھی ہوجائے۔ میں بھی خادمانہ حیثیت سے ساتھ ہولیا، فاتحہ خوانی سے فارغ ہونے کے بعد۔ آپ نے اپنے ان مریدین کی طرف نظر اٹھائی پھر حضرت مفتی اعظم صاحب قبلہ زید مجدہم کی طرف رخ پھیرا۔

آپ کے اس نظری اشارے نے ان مریدین اور حضرت مفتی اعظم صاحب قبلہ کے مابین ایک خط وہمی سے ارتباط تو پیدا کردیا۔ مگر۔ میں اس اشارے کا مطلب کچھ بھی نہ سمجھ سکا۔ (اس کا مطلب نذرانہ پیش کرنا وہی سمجھ

سکتا ہے جس کو پہلے سے بتادیا گیا ہو کہ بعد فاتحہ خوانی حضرت مفتی اعظم صاحب قبلہ کی خدمت میں نذرانہ پیش کرنا ہوگا میرا ذاتی فیصلہ ہے کہ آپ نے خود یا پیر طریقت مولوی سید عبدالحق صاحب کے توسط سے اس امر کی ہدایت کی ہوگی) چنانچہ اس کے بعد ہی ان سیٹھوں نے یکے بعد دیگرے، سوسو روپے کے نوٹ آپ کے دست اقدس میں، دینے شروع کیے پہلے ایک سے آپ نے لیا، اور فرمایا کہ مفتی اعظم صاحب! لیجئے یہ سو روپے فلاں سیٹھ آپ کی خدمت میں نذر پیش کررہے ہیں۔ اس طرح فرداً فرداً ہر ایک سے آپ نے لیا اور حضرت مفتی اعظم صاحب قبلہ کی خدمت میں پیش کیا۔ ان نذر پیش کرنے والے حضرات کی تعداد کل پانچ یا چھ تھی، ان میں سے صرف ایک صاحب نے پچاس روپے کا نذرانہ پیش کیا تھا۔ باقی ماندہ میں سے ہر ایک نے سوسو روپے دیئے تھے اس طرح آپ نے ساڑھے چار سو یا ساڑھے پانچ سو کا نذرانہ اپنے مریدین سے دلوایا۔ اس وقت تمام زائرین اعلیٰ حضرت (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے مواجہہ میں کھڑے تھے سب حاضرین پر ایک کیف طاری تھا۔ خاص کر حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ کے چہرۂ انور پر مسرت کی لہر دوڑ رہی تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آپ یہ سمجھ رہے ہیں کہ اعلیٰ حضرت (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے دست پاک ہی میں نذرانہ پیش کرا رہا ہوں اور یہ سمجھنا حق بھی ہے کہ حضرت مفتی اعظم صاحب قبلہ صورت اور سیرت میں ان کے مثل ہیں اور علم و عمل، تقویٰ و طہارت میں ان کے نقش قدم پر اس کے ساتھ آستانہ رضویہ کے سجادہ نشین بھی تو ان کا ہاتھ بمنزلہ دست پاک اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہونے میں کیا شبہ؟

سیدی احمد رضا ہیں چاند یہ ہیں چاندنی
چاند گو پردے میں ہے، پھیلی ہوئی ہے روشنی

ناظرین کرام غور فرمائیں

کہ ہزاروں روپیوں کی تھیلی دار العلوم مظہر اسلام کو دلوانے کے بعد بھی آپ کی سیری نہ ہوئی حتی کہ ایک بڑی رقم اپنے پیرزادے کی خدمت میں پیش کرائی کہ عرس شریف کے مصارف میں انہیں سہولت ہو۔

عرس رضوی شریف کے ساتھ آپ کے خلوص کا یہ ایک روشن ثبوت ہے ان شواہد کی روشنی میں یہی فیصلہ کرنا پڑتا ہے کہ اپنے معتقدین و متوسلین سے آپ کو اپنے نفس کے لیے ایک کوڑی کی بھی لالچ نہیں تھی۔ مخلصین کی یہی شان ہوتی ہے۔ ان کا ہر کام رضائے مولیٰ کے لیے ہوتا ہے "من کان للہ کان اللہ لہ" کے فردوں میں سے آپ ایک فرد تھے۔ اس کے علاوہ، عرس شریف کے دیگر ضروریات کی بھی آپ برابر فکر رکھتے تھے۔ اور اپنے تلامذہ واحباب سے اسی خصوص میں کام کراتے تھے آپ مہمان بن کر نہیں رہتے تھے بلکہ ناظم و خادم عرس شریف بن کر شعبۂ مالیات کے علاوہ دیگر انتظامی شعبوں میں بھی آپ کی کارکردگی رہتی اس کی تفصیل کا یہاں موقع نہیں۔ اس لیے شعبۂ مالیات کی مذکورہ بالا مثال پر ہم اکتفا کرتے ہیں۔

متن و شرح

حضرت مفتی اعظم صاحب قبلہ کا ایک قول اوپر نقل کیا گیا ہے کہ صدر الشریعہ علیہ الرحمہ نے بریلی ہی کو اپنا گھر سمجھا۔ آپ کا یہ فرمان متن ہے۔ اور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ کا، مذکورہ بالا طریقہ کار اس متن کی عملی شرح اور تفسیر ہے۔ بظاہر آپ کا مقصود بیان یہ معلوم ہوتا ہے کہ آستانۂ شیخ کو اور اس

سے متعلق بریلی شریف کے تبلیغی و تعلیمی اداروں کو مثلاً مطبع اہلسنت، جماعت رضائے مصطفے، دار العلوم منظر اسلام، مظہر اسلام وغیرہ کو فروغ دینا، آپ اپنا اولین فریضہ سمجھتے تھے اور اس کے بقا و احیاء کے لیے بیش از بیش جد و جہد فرماتے تھے اس کے بعد دوسرے سنی اداروں کی بقا و احیاء کی آپ کو فکر ہوتی تھی، اجمیر شریف، دادوں۔ پالی وغیرہا مقامات پر آپ نے جو کچھ بھی دینی خدمات انجام دیں۔ اور ان مقامات پر اور ان کے علاوہ جہاں کہیں بھی آپ کو مالی فتوحات ہوئیں۔ ان تمام خدمات دینیہ و فتوحات مالیہ کو بریلی شریف ہی کا فیض سمجھتے رہے۔

چنانچہ دار العلوم معینیہ عثمانیہ (اجمیر شریف) میں وہاں کے صدر المدرسین ہو کر جب آپ پہنچے اور وہاں کے لوگ آپ کی قوت تدریس سے بہت متاثر ہوئے تو آپ کے روبرو اس کا ذکر آیا کہ آپ کی تعلیم بہت کامیاب ہوتی نظر آرہی ہے یہ مرکزی دار العلوم سر بلند نظر آرہا ہے آپ نے فرمایا کہ:۔

یہ مجھ پر اعلیٰ حضرت (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا فضل و کرم ہے۔

میمن سیٹھوں کا تاثر

آپ کے مریدین میمن سیٹھ صرف تاجر نہیں تھے بلکہ پیروں کے جانچنے اور پرکھنے میں بھی کمال رکھتے تھے۔ پیر طریقت مولوی سید عبد الحق میر کارواں جب ان سیٹھوں کے قافلے کے ساتھ دھوراجی کے لیے روانہ ہونے لگے تو میں بھی اسٹیشن تک پہنچانے گیا تھا۔ انہوں نے مجھ سے بیان کیا کہ یہ میمن سیٹھ، آپس میں گفتگو کر رہے تھے کہ "صدر الشریعہ علیہ الرحمہ کے ہم لوگ ایسے معتقد ہیں کہ اگر یہ چاہتے تو ہم لوگوں کو بریلی شریف سے غافل رکھتے اور صرف اپنی ذات اور اپنے وطن کی طرف ہم لوگوں کو مشغول رکھتے۔ جیسا کہ فلاں پیر صاحب نے

اپنے مریدین کو اپنے شیخ کی خانقاہ سے غافل کر دیا ہے اللہ کا شکر ہے کہ ہم لوگ اپنے مرشد کی ہدایت کے بموجب حاضر ہوئے اور یہاں کی زیارت سے شرف حاصل کیا۔ "تم کلامہ وکلامہم"۔

شیخ کامل کا خلوص مرید کے قلب کو گرماتا ہے اس سے اس کی روحانیت میں اضافہ ہوتا ہے۔ ایسا پیر، پیر اور شیخ کہے جانے کے لائق ہے۔ جو بلا حرص و آز ایصال الی اللہ کے لیے مرید کرے۔ صدر الشریعہ علیہ الرحمہ کے خلوص نے ان مریدین کو پہلے سے زیادہ معتقد بنا دیا۔ جس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ دین اسلام کی خدمت میں یہ لوگ پہلے سے زیادہ چست ہو جائیں گے۔

عرس رضوی شریف کے ماہ و تاریخ کے ساتھ

جو خلوص و وداد آپ کو تھا، وہ مندرجہ ذیل واقعہ سے ظاہر ہے۔

غالبًا ۱۳۵۰ھ یا اس سے کچھ پہلے کا واقعہ ہے جب کہ میں مدرسہ محمدیہ حنفیہ، (قصبہ امروہہ ضلع مرادآباد شریف) میں تعلیمی خدمت انجام دیتا تھا۔ اور حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ دار الخیر اجمیر شریف میں پڑھاتے تھے عرس رضوی شریف کے موقعہ پر میں بریلی شریف حاضر ہوا اور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ مجھ سے پہلے تشریف لا چکے تھے۔ ان دنوں میں یہ عرس پاک موسم باراں کے شباب میں پڑتا تھا۔ جس کی وجہ سے مراسم عرس کی ادائیگی اور مہمانوں کے قیام وطعام کے سلسلے میں کارکنان کو سخت زحمتوں کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔ ان مشکلات کے پیش نظر، مولوی ابرار حسن خاں صاحب صدیقی (مرحوم ومغفور) اور مولوی محمد علی صاحب آنولوی رضوی حامدی، ایڈیٹران ماہنامہ یادگار رضا (جماعت رضائے مصطفے بریلی شریف) نے یہ سوچا کہ وقتی طور پر اس عرس کو کسی دوسرے

خوشگوار موسم میں منتقل کر دیا جائے۔ پھر جب ماہ صفر المظفر بارش کے موسم سے گزر کر دوسرے موسم میں پہنچ جائے، تو حسب سابق یہ عرس ماہ صفر مع پابندی تاریخ بحال کر دیا جائے۔ چنانچہ ان دونوں صاحبان نے اس خصوص میں ایک تجویز قلمبند کی اور بزمانۂ عرس شریف، مقامی اور بیرونی اہل الرائے سے کافی تعداد میں تائیدی دستخط کرانے میں کامیاب بھی ہو گئے، مگر ابھی چند ارباب بسط وکشاد کے دستخط باقی تھے"۔

اس لیے یہ دونوں صاحبان اس مقصد کے پیش نظر حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ پہلے تو مولوی ابرار حسن صاحب (مرحوم ومغفور) نے نہایت قادر الکلامی اور طلاقت لسانی کے ساتھ زبانی طور پر اس تجویز کو پیش کیا اور اپنے نظریئے کے مطابق اس کے محاسن کو بسط و تفصیل کے ساتھ بیان کیا۔ اس کے بعد آپ کا دستخط حاصل کرنے کے لیے اس تحریر شدہ تجویز کو بھی پیش کر دیا۔ آپ نے اس کو ملاحظہ فرمانے کے بعد ارشاد فرمایا کہ۔

> "دوسرے مہینے اور دنوں میں عرس کو منتقل کر دیا جائے گا تو عرس نہیں ہوگا۔ ہاں ایک اجتماع اور مجمع ہوگا۔ مزار شریف پر حاضری کا فائدہ حاصل ہوگا۔ مگر عرس شریف میں حاضری سے جو خاص فوائد حاصل ہوتے ہیں وہ نہ حاصل ہو سکیں گے"۔ میں تو اسی ماہ صفر میں ان خاص تاریخوں میں بشرط استطاعت حاضری دیتا رہوں گا۔ اور اس پر دستخط نہیں کروں گا۔ (تم کلامہ)

اس کے بعد یہ دونوں حضرات وہاں سے واپس ہوئے تھوڑی دیر کے بعد یہ خبر اکثر اہل الرائے تک پہونچ گئی۔ جن صاحب نے بھی سنا ہر ایک نے

آپ کی رائے کی تحسین فرمائی۔ حضرت حجۃ الاسلام صاحب قدس سرہ العزیز اور حضرت مفتی اعظم صاحب قبلہ دامت برکاتہم العالیہ نے بھی آپ کی رائے عالی کو بنظر استحسان دیکھا۔ حتی کہ اس تجویز کی موافقت میں دستخط فرمانے والے حضرات کی رائے میں نسبتاً ضعف پیدا ہوگیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ تجویز کامیابی کی منزل سے قریب ہوجانے کے باوجود آپ کے انکار کی وجہ سے ختم ہوگئی۔ یہ آپ کا اور شاہزادگان اعلیٰ حضرت (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا فیض ہے کہ عرس رضوی اب تک اپنی اصلی تاریخوں اور ماہ صفر المظفر میں برابر شان وشوکت کے ساتھ ہوتا رہا ہے اس میں کوئی رخنہ نہیں ہونے پایا۔ صدر الشریعہ علیہ الرحمہ کی یہ پرخلوص محبت تمام زائرین کے حق میں بھی ہے کہ کسی عرس میں شرکت کا مقصد اس خاص مہینہ اور خاص دن اور اس کی خاص ساعت کی مخصوص برکتوں کو حاصل کرنا ہے اس مقدس مہینہ کے بدلنے کی صورت میں زائرین ان مخصوص فیوض وبرکات سے محروم ہوجاتے اور بریلی شریف جیسے مرکزی مقام پر اس کی تبدیلی گو عارضی طور پر سہی زیادہ مضرت رساں ہوتی کہ لوگ اس کو سند بنانے لگتے۔

عام صالحین کی تعظیم وتوقیر

آپ پسند فرماتے بلکہ ہر سنی خواہ رضوی ہو یا اشرفی، حامدی ہو، یا مصطفوی، امجدی ہو یا نعیمی یکساں محبوب تھے۔ رضویت، اشرفیت وغیرہما کو ایک ہی درخت (سنیت) کی متعدد شاخ سمجھتے تھے۔ اس وجہ سے آپ کو ہر شعبہ کی ترقی سے خوشی ہوتی اور ہر سنی جماعت کے علما وصالحین کی تعظیم وتوقیر محبوب تھی کسی دوسرے شعبہ کے صالحین کی سر بلندی کو اپنی ہی سر بلندی سمجھتے تھے۔ اگر کسی جماعت میں عصبیت کی آگ سلگتی ہوئی نظر آتی تو حتی الوسع اسے جلد از جلد

بجھانے کی کوشش فرماتے اگر کوئی شخص ایسی بات پیش کرتا جس سے سنیوں کی دو جماعتوں میں اختلاف رونما ہوتا تو اس کو سختی کے ساتھ روک دیتے تاکہ ہماری طاقت فنا نہ ہوجائے۔ اس خصوص میں مجھے بہت سے شواہد معلوم ہیں۔ مگر صرف ایک مندرجۂ ذیل واقعہ پر اکتفا کرتا ہوں۔

مرادآباد شریف کا شاندار اجلاس

عرصہ ہوا کہ صدر الافاضل مخدومی حضرت علامہ سید نعیم الدین صاحب قبلہ (قدس سرہ العزیز) نے مرادآباد شریف میں ''آل انڈیا سنی کانفرنس'' کا ایک نہایت شاندار اجلاس منعقد فرمایا تھا۔ اسی سال حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ اجمیر شریف میں پڑھانے کے لیے تشریف لے گئے تھے۔ اس مقدس اجلاس میں علمائے مدعوین کی تعداد کئی سو تھی۔ اس میں شریک ہونے والے خواص وعام سبھی حضرت صدر الافاضل قدس سرہ العزیز کے جذبۂ ایثار سے کافی متاثر ہوئے تھے۔ حتی کہ بہت سے علمائے مدعوین نے تو آمد ورفت کا کرایہ بھی قبول نہ فرمایا تھا۔ حضرت مفتی اعظم صاحب قبلہ جوش مسرت میں تعاون کی غرض سے ایک ہفتہ پہلے ہی مرادآباد شریف پہنچ چکے تھے۔ حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ اجمیر شریف سے اس اجلاس میں شرکت فرمانے کے لیے مجھے بھی اپنے ساتھ لائے تھے۔

رئیس الاصفیاء مخدومی حضرت علامہ سید شاہ علی حسین صاحب قبلہ اشرفی (کچھوچھوی) اور مخدومی حضرت مولانا صوفی سید پیر جماعت علی شاہ صاحب قبلہ (قدس سرہ العزیز) کا استقبال نہایت شاندار طریقے پر کیا گیا۔ اور حضرت حجۃ الاسلام صاحب (قدس سرہ العزیز) کا استقبال اتنا شاندار نہیں ہوسکا ان حضرات کی تشریف آوری سے ایک دن پہلے حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ بعد نماز عشاء

پہونچے ۔۔۔ تو اسٹیشن پر انہیں لینے کے لیے ایک طالب علم بھی حاضر نہیں ہوا حالانکہ آپ نے اپنی تاریخ روانگی مع قید وقت کے پیشتر سے اطلاع دیدی تھی ۔ اس سے اور بعض دوسرے امور سے بعض ناتجربہ کار نوجوانوں کو ترجیح کا غلط خیال پیدا ہوا۔ چنانچہ ان میں سے ایک صاحب نے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ جس کا خلاصہ یہ تھا۔

''ہمارے اکابر واصاغر کا استخفاف ہو رہا ہے۔ اس پر حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ۔ ان پر سخت غضبناک ہوئے اور ان کی سخت زجر وتوبیخ فرمائی۔ پھر نہایت سکون کے ساتھ ان کی غلط فہمی کو زائل بھی فرمادیا اور فرمایا کہ حسن ظن رکھو۔ وہ لوگ بھی اپنے ہی ہیں''۔ (اوکما قال علیہ الرحمہ)

واقعہ یہ تھا کہ مخدومی حضرت صوفی سید پیر جماعت علی شاہ صاحب (قدس سرہ العزیز) اس اجلاس کے صدر مقرر ہوئے تھے اور یہ تجویز پہلے ہی سے ذمہ داران اجلاس نے اپنے پیش نظر رکھ لی تھی اور مرادآباد شریف میں ان کی یہ آمد پہلی آمد تھی۔ اس وجہ سے اہل شہر وفور اشتیاق میں کافی تعداد میں ان کو لینے گئے ۔

اور رئیس الاصفیاء حضرت صوفی سید شاہ علی حسین صاحب اشرفی قدس سرہ العزیز کے ہزاروں مریدین تو مرادآباد شریف میں ہی تھے۔ اور کافی تعداد میں باہر سے بھی آگئے تھے ۔اس وجہ سے ان کے استقبال میں شریک ہونے والوں کی تعداد کافی تھی آخر میں حضرت حجۃ الاسلام صاحب قبلہ قدس سرہ العزیز تشریف لائے ۔ دو استقبالوں کی تگ و دَو میں کارکنان جلسہ پر ماندگی طاری ہوچکی تھی۔ اس پر بھی ان کا جلوس نمایاں ہوجانا ارباب بسط وکشاد کی سعی ومحنت کا پتہ دیتا تھا اور حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ کی تشریف آوری کے موقع پر حضرت صدر الافاضل علیہ الرحمہ کے سامنے ایسے اہم اور ضروری مشاغل آگئے کہ

کسی کو اسٹیشن بھیجنا بھول گئے۔

سبحان اللہ! ایسی صورت میں جب کہ صدر الشریعہ علیہ الرحمہ کو لینے کے لیے کوئی اسٹیشن نہیں پہونچا تھا، بتقاضائے فطرت نفس کا تاثر ضرور ہے، پھر اس کے پیش نظر یہ شکایت کرنے والا چونکہ شریک غم ہے لہذا محبوب ہونا چاہئے، مگر محبوبیت ومبغوضیت کا یہ معیار ان لوگوں کے نزدیک ہے جو نفس کے فرمانبردار ہوتے ہیں اس کے برخلاف حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ کی شان چوں کہ ''الحب فی اللہ والبغض فی اللہ'' تھی لہذا آپ نے کارکنان جلسہ کی کارکردگی کو شک وریب کی نگاہ سے نہیں دیکھا۔ اور شاکی کو زجر وتوبیخ فرما کر حسن ظن کی ہدایت فرمائی۔ یہ آپ کی دور اندیشی اور معاملہ فہمی اور آپ کی قوت عاقلہ کا بہترین فیصلہ ہے۔ کسی کو اپنا سمجھنا حسن ظن کی طرف داعی ہے۔ اور جب اپنا سمجھ لیا جائے گا تو ان کی ترقی سے خوشی ہوگی ۔ اتنے بڑے اجلاس میں کام کرنے والوں کے سامنے کافی مشاغل ہوتے ہیں ایسے موقع پر ان کی ہمت افزائی کرنی چاہئے۔ اس قسم کی نزاع پیش کر کے اگر ان کو نشانہ طعن وتشنیع بنایا جائے۔ اور ان کے خلاف ایک جماعت کی تشکیل کی جائے تو جن مقاصد دینیہ کے پیش نظر مصارف کثیرہ کا بار برداشت کیا گیا ہے وہ نامکمل رہ جائیں گے۔

علما وصلحا کے تذکار

مذکورہ بالا اجلاس کے ایام میں اور پھر یہاں سے واپسی کے بعد۔ حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ نے اپنی مجلس خصوصی میں اپنے احباب کے سامنے حضرت صدر الافاضل صاحب قبلہ قدس سرہ العزیز کے اس عظیم الشان کارنامے کو بار بار سراہا۔ اور مخدومی حضرت صوفی پیر جماعت علی شاہ صاحب قبلہ علیہ الرحمہ محدث (علی پور سیدان پنجاب) کی موثر تقریر اور دوسرے علمائے

اہلسنت کے روح پرور بیانات اوران کے محاسن کا مزہ لے لے کر تذکرہ فرماتے رہے۔

اس سے اوراس کے علاوہ بکثرت شواہد سے مجھے یقین کامل ہے کہ آپ کوسنی جماعت کے ہر طبقہ کے ساتھ خلوص تھا۔ نیز اس کی سر بلندی سے آپ خوش ہوتے، بلکہ اس سلسلے میں حسب استطاعت آپ کوشش بھی فرماتے ۔ بلکہ بارگاہ الٰہی میں ہر مومن کے ساتھ خلوص ومحبت کی دعا کرتے تھے۔

آپ کی ایک دعا

"اللھم اعطنی حبک وحب من یحبک وحب عمل یقربنی الیک"

اے اللہ! مجھے اپنی محبت اوراپنے محبین کی محبت اوراپنی طرف قریب کرنے والے عمل کی محبت عطا فرما۔

نماز عصر ونماز فجر کے بعد، میں نے بارہا مذکورہ بالا دعا کوآپ کی زبان فیض ترجمان پر رقت خشوع اورخضوع کے ساتھ جاری ہوتے ہوئے سنا۔اس دعا میں تین چیزوں کی محبت طلب کی گئی ہے۔اول اللہ تعالیٰ کی محبت، دوم محبین الٰہی کی محبت، سوم اعمال صالحہ کی محبت۔ آپ ان تینوں اقسام محبت سے متصف تھے۔تو اس دعا سے مقصود یہی ہوگا کہ ان ہر سہ اصناف محبت کی کیفیات میں زیادتی ہو۔اوران پر بقاودوام بھی حاصل ہو۔آپ کی حیات طیبہ پر میں نے جتنی بھی نظر ڈالی، اور جتنا بھی دوسرے سے سنا، اس سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی پوری زندگی، اللہ ورسول جل وعلا۔ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت سے لبریز تھی۔ اورآپ نکوکار ہی تھے۔اور ہر عمل خلوص ومحبت کے ساتھ کرتے تھے۔لہذا آپ

محبان الٰہی کے ان افراد میں سے ہیں جن کی محبت کے حصول اور بقا کی ہمیں خشوع کے ساتھ دعا کرنی چاہئے کہ آپ کی محبت وصال الٰہی کا سبب ہے۔

صالحین کے ساتھ محبت

کے بڑے بڑے فوائد ہیں۔ ان کی سیرت ان کے اقوال، ان کے افعال چوں کہ شریعت وطریقت کے موافق ہوتے ہیں، اس لیے یہ حضرات اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب ہیں تو اگر کسی مومن عاصی نے بھی ان صالحین سے اس لیے محبت کی کہ یہ اورانکے اعمال صالحہ اللہ ورسول جل وعلا وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نزدیک محبوب ہیں۔ اس وجہ سے اس نے ان کو اور ان کی نیکیوں کو بنظر استحسان دیکھا۔ تو اس کا یہ عمل قلبی دراصل اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت کے سبب سے ہے، جو وصال الٰہی کا ذریعہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی محبوب چیزوں کے ساتھ محبت کرنا، خود مستقل قلبی عبادت ہے۔ تو اگر کسی عاصی نے صالحین کے اعمال حسنہ کے ساتھ صرف محبت تو کی، مگر ان کے اعمال کو اپنے لیے لائحہ عمل نہیں بنایا، جب بھی وہ مستحق ثواب ہوگا۔ اس محبت کا اتنا نتیجہ تو ضرور ہوگا کہ اس کے دل میں رقت اورصفائی پیدا ہوگی۔ پھر دل تو ملک بدن کا بادشاہ ہے اور ہاتھ پیر زبان حواس وغیر ہا یہ اس کے رعایا ہیں بادشاہ کے صلاح کا اثر رعایا تک پہنچتا ہے۔ پھر چونکہ ان کی مقدس سیرت اپنے اندر جاذبیت اور کشش رکھتی ہے، اس لیے حسن عمل کی دعوت دیتی ہے۔ تو اگر کسی عاصی کے ساتھ توفیق الٰہی شامل حال ہوگئی تو وہ ان کی مقدس سیرت کو لائحہ عمل بنالے گا۔ اس لیے امید ہے کہ وہ بھی زمرۂ صلحاء میں شامل ہو جائے۔ اس سے معلوم ہوا کہ صالحین کا وجود اور ان کی معیت ان سے عقیدت ان کی محبت ان کی سیرتوں کا مطالعہ وتذکار آخرت کی لازوال اور انمول

نعمتوں کے وسائل ہیں۔ یہ صالحین چونکہ اذکار قلبی واذکار لسانی اور اعمال حسنہ کے ذریعہ فنافی الرسول اور فنا فی اللہ کی منزلیں طے کر لیتے ہیں لہذا ان کا آئینہ قلب مجلی و مصفی ہو جاتا ہے ان کے قلوب انوار وحدت ورسالت کے مظہر بن جاتے ہیں (بلا تشبیہ) اس طرح جیسے کوئی آئینہ آفتاب کے سامنے کیا جائے تو آئینہ میں بھی آفتاب نظر آتا ہے، پھر اس آئینہ کی شعاعات منعکس ہو کر جو روشنی سایہ کے اندر موجود چیزوں پر پڑتی ہے تو ان پر بھی اس کی تجلی ہوتی ہے ہاں یہ ضرور ہے کہ ان چیزوں کی صفائی اور تاریکی کے اعتبار سے اس کا ظہور مختلف ہوتا ہے۔ اسی طرح سمجھنا چاہئے کہ ان صالحین کے ساتھ محبت رکھنا۔ اور ان کی مقدس سیرتوں کو محبت کے ساتھ لکھنا، پڑھنا اور سننا، سوچنا، اپنے دل کو ان کے آئینہ قلب کے سامنے کرنا ہے جس کی وساطت سے آفتاب توحید ورسالت کی شعائیں منعکس ہو کر ہمارے دل کے سیاہ خانوں کو ضرور روشن کریں گی۔ اگر چہ اس کا اثر ہمارے قلوب کی صفائی اور کدورت کے اعتبار سے مختلف ہوگا۔ قال اللہ تعالی ومن یتولی اللہ ورسولہ والذین اٰمنوا فان حزب اللہ ھم الغلبون. اور جو اللہ اور اس کے رسول کو اور مسلمانوں کو اپنا دوست بنائے تو بیشک اللہ کا گروہ غالب ہے۔

اس محبت کی روشنی میں میں نے عمی، مکرمی، استاذی حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ کی مقدس سیرت پاک کا کچھ حصہ سطور بالا میں پیش کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور ہمیں ان کے اسوۂ حسنہ پر چلنے کی توفیق بخشے۔ (آمین)

احب الصالحین ولست منھم

لعل اللہ یرزقنی صلاحا

ایک مبارک خواب

حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ کے حالات زندگی سے متعلق مذکورہ بالا مضمون بماہ رمضان المبارک ١٣٨٦ھ احاطہ فیض الرسول کی مسجد میں، بحالت اعتکاف یہاں تک لکھا اس مشغولیت کی وجہ سے اوراد و وظائف اور نوافل میں کافی کمی ہوگئی جس سے وسوسہ پیدا ہونے لگا کہ اس ذکر لسانی کی کمی سے یہ اعتکاف بہت ناقص ہوگا۔ مکرمی جناب خلیفہ مولوی محمد صدیق صاحب قبلہ زید مجدہم (ناظم اعلیٰ دار العلوم فیض الرسول) نے میرے اس تاثر کو محسوس فرمایا اور میں نے زبانی بھی اس کا سبب بیان کیا۔

> ''تو آپ نے فرمایا کہ آپ بے فکر ہو کر لکھئے، گھبرایئے نہیں آپ کا یہ لکھنا بھی وظیفہ ہی ہے۔ اس تحریری کام سے بھی اعتکاف میں کمال حاصل ہوگا۔ اس لیے کہ یہ بھی ایک بڑا کار خیر ہے''۔

ان کے اس فرمانے سے تسلی حاصل ہوئی۔ مگر کچھ دیر بعد وساوس سابقہ پھر قلب کو گھیر کر انتشار پیدا کرنے لگے۔ کسی نہ کسی طرح مذکورہ بالا مضمون پورا کیا اور ٢٥ رمضان المبارک کی شب میں کچھ وظائف پڑھ کر سو رہا تو رات کے آخری حصے میں مندرجہ ذیل خواب نظر آیا کہ ''میں محلہ کریم الدین پور قصبہ گھوسی ضلع اعظم گڈھ مسجد میں نماز فجر ادا کرنے جا رہا ہوں، موسم معتدل تھا نہ زیادہ سردی تھی نہ گرمی۔ فضا بالکل صاف تھی نشاط وسرور کا وقت معلوم ہوتا تھا۔ فجر کا وقت تقریبا آدھا گھنٹہ باقی تھا۔ میں نے جیسے ہی مسجد کے بیرونی دروازے میں قدم رکھا تھا اندر سے صدر الشریعہ علیہ الرحمہ کی آواز سنائی دی کہ اب نماز کا وقت زیادہ نہیں

ہے۔ نماز کون پڑھائے گا؟ امام کا بھی پتہ نہیں ہے۔ یہ آواز سنتے ہی مجھے خیال ہوا کہ صدر الشریعہ علیہ الرحمہ یہاں معتکف ہیں اپنی حیات ظاہری میں آپ نے کئی بار اس مسجد میں اعتکاف کیا ہے۔ چند قدم آگے بڑھا تو آپ کا سامنا ہوا۔ دیکھا کہ آپ محراب مسجد میں تشریف فرما ہیں، سفید کرتا، سفید ٹوپی پہنے ہوئے ہیں۔ مجھے دیکھ کر آپ بہت خوش ہوئے اور تبسم ریز ہو کر فرمایا کہ اچھا لو! وہ امام صاحب آگئے یہی نماز پڑھائیں گے (تمت الرویا الصالحۃ)'' اتنے میں ہمارے دار العلوم کے ناظم اعلیٰ، فرمانے لگے کہ سونے والو! اٹھو سحری کھالو! وقت تھوڑا سا رہ گیا ہے۔ کل آدھا گھنٹہ باقی ہے میں جاگ پڑا۔ اس طرح اس پر لطف و مبارک خواب کا سلسلہ ختم ہو گیا (الحمد للہ) کہ گیارہ سال کے عرصے میں چوتھی بار عالم رویا کے اندر مجھے آپ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا ہے۔

اس کی تعبیر

تو اللہ تعالیٰ پھر اس کے رسول ﷺ بہتر جانتے ہیں کہ کیا ہے؟ میں نے اس سے جو کچھ سمجھا ہے وہ مندرجۂ ذیل ہے۔

(الف) دوران اعتکاف میں مرشدی حضرت عزیز الاولیا صاحب قبلہ زید مجدہم۔ اور۔ فیض العارفین جناب صوفی غلام آسی صاحب (مرشد نگر) عرف قصبہ بھینسوڑی شریف ضلع رامپور اور شعیب الاولیاء حضرت صوفی شاہ یار علی صاحب قبلہ (وارد حال قصبۂ نانپارہ ضلع بہرائچ) کی خدمت میں لکھا تھا کہ ماہنامہ فیض الرسول کی خدمت (صدر الشریعہ علیہ الرحمہ کی سیرت نگاری) کے سبب میرے اس اعتکاف کے سب معمولات پورے طور پر نہیں ہونے پاتے، اس سے وسوسے اور فکریں لاحق ہو رہی ہیں۔ دعا فرمایئے کہ یہ خدمت عند اللہ مقبول

ہو جائے کہ وہ اوراد و وظائف کے قائم مقام ہو جائے۔ میرا خیال ہے کہ مذکورہ بالا نفوس قدسیہ کا یہ روحانی تصرف ہے کہ مجھے پہلے ناظم اعلیٰ صاحب کے کلمات طیبات سے تسلی دلوائی گئی۔ پھر اس مبارک خواب سے خطرات وساوس کا خاتمہ کر کے نشاط و سرور عطا فرمایا گیا اس خواب نے ناظم اعلیٰ کے سابق قول کی، دل میں تصدیق حالی پیدا کر دی کہ صدر الشریعہ علیہ الرحمہ اور دیگر صالحین کی سانحہ نگاری، اذکار و اوراد و وظائف کی ایک قسم ہے۔ کہ اس پر آپ نے عالم رویا میں مجھ پر اس طرح انعام عطا فرمایا کہ، (۱) مجھے دیکھ کر خوش ہوئے (۲) اور لفظ ''امام صاحب'' سے مجھے یاد فرمایا۔ (۳) امامت صلاۃ کے لیے مجھے معین فرمایا۔ اگر اوراد و وظائف میں کمی کر کے آپ کے حالات طیبہ کو لکھنا، اعتکاف کو ناقص بنانے والا ہوتا۔ تو ایسا مضمون نگار مستحق انعام نہ ہوتا۔ اللہ تعالیٰ تمام ارواح طیبہ کے وسیلے میں، ہماری عبادتوں کو قبول فرمائے اور ہمارے گناہ بخش دے۔ (آمین)

(ب) حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ، حیات ظاہری میں مخدومی حضرت علامہ اجل مولانا، عبد المصطفیٰ ازہری سلمہ، شیخ الحدیث دار العلوم امجدیہ، کراچی کی موجودگی میں بھی۔ عیدین اور جمعہ کی نمازوں میں امامت کے لیے مجھی کو آگے بڑھاتے تھے۔ اس خواب سے میں نے یہ سمجھا کہ اب بھی حضرت مجھ ناچیز کی امامت کو پسند فرماتے ہیں۔

(ج) (۱) تقریبا پانچ سال سے اس وقت تک مخدومی شعیب الاولیاء حضرت صوفی شاہ یار علی صاحب قبلہ زید مجدہم کے ایما سے احاطۂ فیض الرسول کی مسجد کی امامت میرے ہی سپرد ہے۔

(۲) مرشد نگر (عرف قصبہ بھینسوڑی شریف ضلع رام پور) کئی بار حاضری کا اتفاق ہوا کئی بار عرس حسینی شریف میں اور ایک بار عید الاضحیٰ کے موقع پر حاضری

کا اتفاق ہوا۔ وہاں کی جامع مسجد عیدین کے امام نورالاولیاء جناب صوفی نورالحسن صاحب ۔نے مرشدی حضرت عزیز الاولیاء صاحب وفیض العارفین صاحب سے استصواب رئے۔کے بعد مجھی کو آگے بڑھایا اور زمانہ عرس شریف میں روضۂ پاک کی مسجد حسنی میں (جہاں زائرین نماز پڑھتے ہیں) پنجگانہ نمازوں کی امامت کا قرعہ بھی میرے ہی نام نکلتا رہا۔

(۳) ایسے ہی فرید پور (ضلع بریلی) میں عرس جہانگیری کے موقع پر جب بھی میری حاضری ہوئی۔ ہر بار وہاں کے ارباب بسط وکشاد، اور وہاں کے امام جی ۔نے مجھی کو امامت کے سلسلہ میں آگے بڑھایا (ان کے علاوہ بہت سے واقعات ہیں) بلکہ بعض اجنبی اور غیر متعارف جگہ کے واقعات بھی ہیں۔

اس مبارک خواب کے بعد۔ اب مجھے احساس ہورہا ہے کہ ان تمام مواقع پر میری اعانت میں حضرت صدرالشریعہ علیہ الرحمہ کی روحانیت بھی کار فرما ہے۔

ایک دوسرا مبارک خواب

مذکورہ بالا خواب کا مضمون تیار کرچکا تھا مبیضہ کرنا باقی رہ گیا تھا۔ رمضان المبارک کی تیسویں شب، شب پنجشنبہ کو مندرجۂ ذیل خواب، میں نے دیکھا کہ۔

میں نے اپنے پرانے وطن (قصبہ گھوسی۔ ضلع اعظم گڈھ) میں حضرت مفتی اعظم صاحب قبلہ کو دعوت دی ہے۔ آپ تشریف لائے، آپ کی معیت میں عزیزم مولوی شریف الحق امجدی سلمہ (نائب مفتی اعظم) بھی ہیں۔ ان دونوں حضرات نے میرے غریب خانہ پر نہایت محبت والفت کے ساتھ کھانا تناول فرمایا۔ آخر میں حضرت مفتی اعظم صاحب قبلہ کے کھانے میں سے تھوڑا سا پس

خوردہ چاول بچا اسے لپک کر میں نے لیا اور تبرک سمجھتے ہوئے اسے کھالیا۔
(تمت الرویا الصالحۃ مختصرۃ)

اس کے بعد احاطۂ فیض الرسول کے نل سے کوئی شخص پانی نکالنے لگا اس کے کھٹکے کی آواز سے میں جاگ پڑا۔ خیال ہوا اب سحری کا وقت ختم ہورہا ہے چنانچہ یہ تیسواں روزہ۔ حضرت مفتی اعظم صاحب قبلہ کی عطا فرمودہ منامی سحری پر رکھا۔

اس کی تعبیر

تو اللہ تعالیٰ، پھر اس کے رسول ﷺ خوب جانتے ہیں، میں نے استاذ محترم حضرت صدرالشریعہ علیہ الرحمہ کی زندگی کے مذکورہ بالا حالات قلمبند کیے ہیں، یہ ان دونوں حضرات کے دربار میں مقبول ہوئے ہیں۔ ان کی روحانیت اس سے بہت مسرور ہوئی ہے اس وجہ سے مجھ پر ان کی یہ نوازشیں ہوئی ہیں۔

نوٹ :۔ مذکورہ بالا دونوں خوابوں کا تذکرہ محض تحدیث نعمت کے طور پر ہے "واما بنعمة ربک فحدث" (۱)

آخر میں آپ کے شب وروز کا پروگرام لکھتا ہوں تاکہ ناظرین کرام کو معلوم ہوجائے کہ اتنے مشاغل کے ساتھ آپ کے تبحر علمی کا ظہور خرق عادت کے طور پر ہے۔

آپ کے لیل ونہار

بریلی شریف میں تقریباً چار سال تک میں حضرت صدرالشریعہ علیہ الرحمہ کی خدمت میں رہا، اس اثناء میں، میں حضور ہی کی قیام گاہ پر رہتا تھا، حضرت نے کچھ خدمتیں میرے سپرد بھی فرمادی تھیں۔ مثلاً بازار سے گھر کا سودا سلف لانا۔ مطبع اہل سنت کی فرمائشی کتابوں کو بذریعہ ڈاک روانہ کرنا۔ اس

(۱) مطبوعہ ماہنامہ فیض الرسول ص ۳۴ تا ۴۴ شمارہ جنوری، فروری ۱۹۶۷ء

کو درج رجسٹر کرنا۔ آپ کے تحریر فرمودہ فتاوے کو نقل کرنا (جس کا مجموعہ اب فتاوائے امجدیہ کے نام سے مشہور ہو رہا ہے)

ان کے علاوہ اور متفرق خدمات (اس قرب کی وجہ سے مجھے آپ کے پروگرام پر اطلاع بطور مشاہدہ کے ہوئی ہے)

حضرت نماز پنج گانہ، محلہ بہاری پور کی مسجد سادھوان میں پابندی کے ساتھ باجماعت ادا فرماتے تھے۔ جمعہ کی نماز محلہ سوداگران میں ادا فرماتے تھے۔ ١٣٤١ھ کے آغاز میں، میں نے دیکھا کہ (بحکم) اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ جمعہ کی امامت بھی آپ ہی فرماتے تھے۔

آپ کا مختصر پروگرام یہ ہے کہ بعد نماز فجر مختصراً وظیفہ پڑھ کر تلاوت قرآن عظیم فرماتے، پھر مطبع اہلسنت کی زیر طبع کاپی کا پروف دیکھتے۔ بعدہ ناشتہ فرما کر دارالعلوم منظر اسلام تشریف لے جاتے، تین گھنٹے کی تدریسی مشغولیت کے بعد مکان واپس تشریف لاتے۔ پھر مطبع اہل سنت کی فرمائش کتب سے متعلق ڈاک کی تعمیل کا حکم نافذ فرماتے۔ پھر کھانا تناول فرما کر قیلولہ فرماتے پھر نماز ظہر پڑھ کر، منظر اسلام تشریف لے جاتے۔ دو گھنٹے کی تعلیمی مصروفیت کے بعد مکان واپس آتے۔ نماز عصر ادا فرما کر مطبع اہلسنت میں اصلاح سنگ فرماتے۔ جب کبھی تھوڑی سی فرصت مل جاتی، تو استفتوں کے جوابات تحریر فرماتے۔ بعد نماز عشاء بہار شریعت کی تصنیف فرماتے۔ عموماً گیارہ بارہ بجے شب کو بستر خواب پر آرام فرمانے جاتے۔ جمعہ کے روز ایک ہفتہ تک طبع ہونے والی کاپیوں کی تصحیح فرماتے۔ کبھی مسلمانوں کی دو پارٹیوں کے باہمی نزاع کے مقدمے پیش ہو جاتے، تو اپنے پروگرام میں تبدیلی فرما کر اس کا فیصلہ فرماتے۔ اکثر فریقین آپ کے فیصلے کو بسرو چشم قبول کرتے۔ کبھی کبھی شہر میں وعظ و تقریر کے لیے تشریف لے جاتے۔

آپ کے نظام عمل کا یہ مختصر نقشہ

دیکھنے کے بعد یہی سمجھ میں آتا ہے کہ ان میں سے کوئی کام بھی باقاعدہ نہیں ہوگا۔ (چہ جائیکہ ہر ایک بدرجۂ اتم ہو) سوچیے تو سہی کہ آپ مدرس بھی ہیں اور مفتی بھی واعظ بھی ہیں، اور قاضی (شرعی جج) بھی۔ ایک شاندار مطبع کے مہتمم بھی ہیں، اور عظیم الشان کتاب کے مصنف بھی، طلبہ و اولاد کی تربیت بھی آپ کے زیر نگرانی ہے اور گھریلو انتظامی امور بھی، فکر معاش، فکر تربیت، فکر تعلیم، فکر اہتمام، فکر افتاء، فکر تصنیف و تالیف، غرض کہ آپ کے دماغ میں تفکرات کا ہجوم ہے۔ ایسے ہجوم وافکار کے موقعہ پر عادۃً لوگوں کے دماغ ماؤف ہو جاتے ہیں۔ ذہن میں آئی ہوئی بات بھی بھول جاتی ہے۔ اس ذہنی انتشار کے سبب ایک کام بھی باقاعدہ نہیں ہونے پاتا۔۔۔ مگر اس کے برخلاف حضرت صدرالشریعہ (علیہ الرحمہ) ان تمام افکار کے باوجود بہترین مفسر قرآن و حدیث، عالی شان مفتی، بے بدل قاضی، (شرعی جج) بلند پایہ مصنف، بے مثل واعظ، بہترین مہتمم و منتظم بن کر چمکتے ہیں ہر کام کو اعلیٰ پیمانہ پر انجام دیتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ دین پاک کی خدمت آپ کی روحانی غذا تھی، اس لیے ان افکار کا ہجوم، آپ کے لیے اسباب راحت تھے وہ ہر کام بآسانی نہایت چستی کے ساتھ پورا فرماتے تھے۔

اللہ تعالیٰ آپ کے مزار اقدس پر رحمت کے پھول برسائے۔ مجھ کو اور آپ کے دیگر اہلبیت کرام کو، اور آپ کے تمام تلامذہ کو آپ کے اسوۂ حسنہ پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین (١)

(١) مطبوعہ ماہنامہ فیض الرسول ص ٢٤،٢٥ شمارہ مارچ ١٩٦٦ء



Published by

JEELANI BOOK PUBLISHER

Ghosi Shareef, distt. Mau (U.P.) Ph:223472